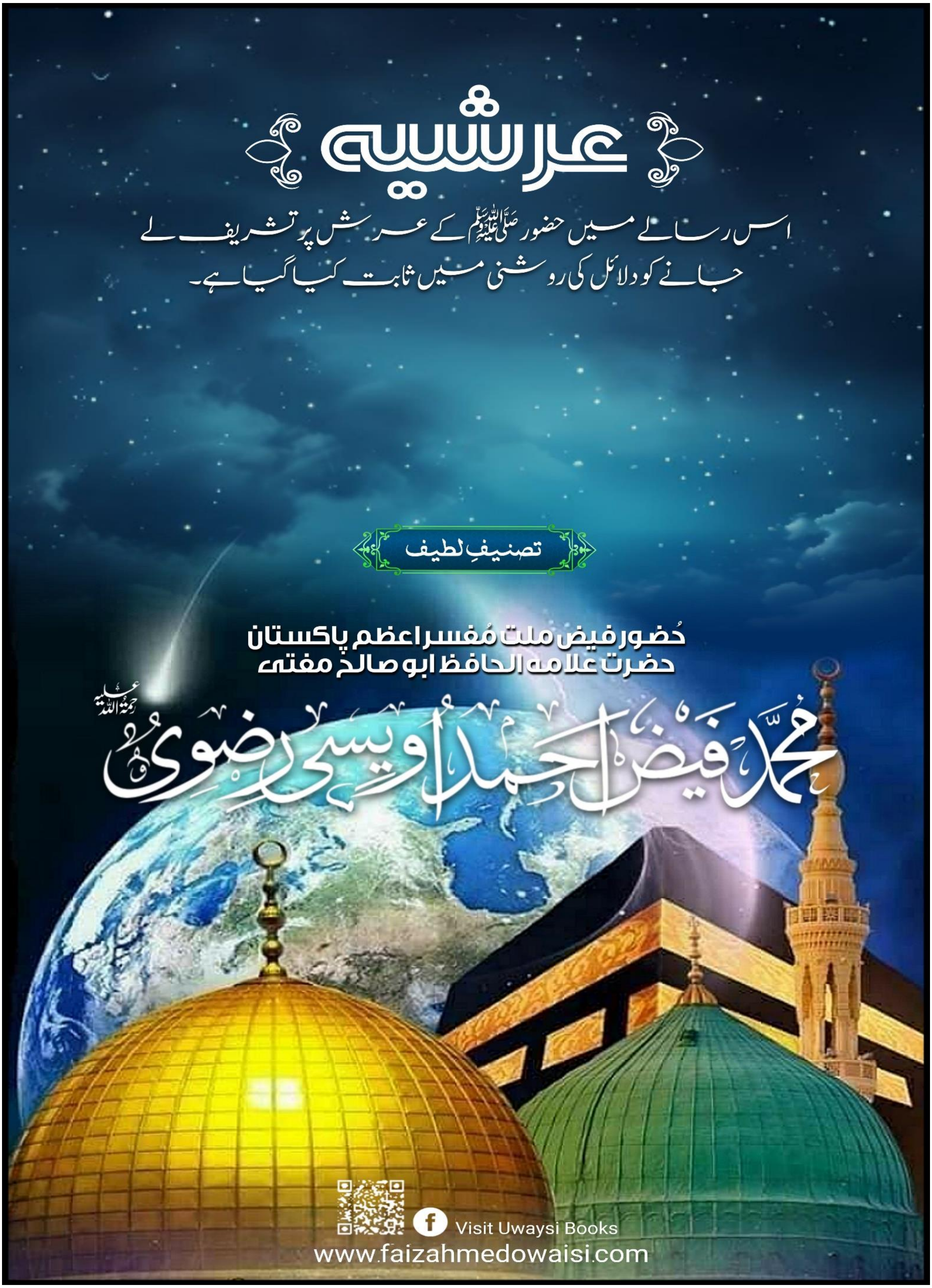

عرشیہ
اس رسالے میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عرش پر تشریف لے
جانے کو دلائل کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے۔
تصنیفِ لطیف
حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ
Visit Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡم

کوزے میں دریا

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

کئی برس قبل ہندوستان کے ایک اَخبار میں ایک مضمون شائع ہوا تھا، جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ حضور اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تو معراج ہوئی اور نہ ہی دیدارِ الٰہی۔ فقیر نے اُس کے جواب کے طور پر حضرت اِمام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرحمہ کے رسالہ مبارکہ " منبه المنبیه بوصول الحبیب إلی العرش والرویه "کو تَسہیل (آسان) کرکے دو حصّوں میں الگ الگ عُنوان کے تحت مُرتّب کیا تھا۔

1. رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیدارِ الٰہی۔
2. رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور عالمِ بیداری میں معراج۔

آخر الذکر میں مختصر دلائل کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عالمِ بیداری میں نہ صرف آسمانوں بلکہ عرش تک جانا ثابت کیا گیا ہے۔ خواہش تھی کہ اِس عنوان پر کوئی فاضل تفصیلی مقالہ تحریر کرے۔ چنانچہ حضرت علّامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدّ ظِلّہٗ العالی نے اِس خواہش کو پورا فرما کر خوشی کا سامان مہیّا کیا۔ اِس رسالہ میں آپ نے نہ صرف یہ کہ دلائل سے عرش تک جانا ثابت کیا ہے بلکہ منکرین کے اِعتراضات کے تفصیلی جوابات دیتے ہوئے اُن کا بھرپور مُحاسَبہ بھی فرمایا ہے۔ آپ کے دلائل نہایت قوی اور ٹھوس ہیں۔ جابجا حوالہ جات کے اِہتمام نے اِس رسالہ کو علمی و تحقیقی دنیا میں لا کھڑا کیا ہے یہ رسالہ دیکھنے میں اگرچہ اَسّی (۸۰) صفحات پر مشتمل ہے مگر در حقیقت مُصنّف نے کوزے میں دریا بند کردیا ہے۔ آج کی مصروف دنیا میں وقت کی قِلّت (کمی) ہے اِس لحاظ سے حَجم (طول) مناسب ہے۔ اگر اِسے مزید پھیلا دیا جاتا تو کئی سو صفحات بنتے۔

حضرت مصنّف کی ذات علمی حلقوں میں کسی تعارُف کی محتاج نہیں۔ ربِّ کائنات نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طُفیل موصوف کو علم و فن کے خزانوں سے خاص حصّہ عطا فرمایا ہے جس پر آپ کی دو ہزار (۲۰۰۰) سے تجاوُز تصانیف دلالت کرتی ہیں۔ آپ کو حضرت اِمام احمد رضا علیہ الرحمہ کی بحر العلوم شخصیت سے خاص لگاؤ ہے اور اِسی خاص لگاؤ نے اِس بحر العلوم سے نکلنے والے دریائے علم و فَن کو آپ کی ذات میں مَوجزن (رائج) کر دیا، چنانچہ علّامہ اُویسی کی ذات از خود کُوزے (چھوٹا پیالہ) میں دریا کی مِثل ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس دریائے علم و فن سے عالمِ اسلام کو تا دیر سَیرانی (سیاحت) عطا فرمائے۔ (آمین)

اقبال احمد اختر القادری

(۲۴ رمضان المبارک سن ۱۴۱۹ھ)

۳۱۷/۵-۸-۲-L، نارتھ کراچی

پیشِ لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الۡحَنَّانِ الۡمَنَّانَةِ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیۡبِ الرَّحۡمٰنِ مُحَمَّدٍ الۡمُصۡطَفٰی. صَاحِبِ الۡقُرۡاٰنِ. وَأَشۡهَدُ أَنۡ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الۡمَلِكُ الدِّیَانَةِ. وَأَشۡهَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهُ الۡمَبۡعُوۡثُ فِيۡ آخِرِ الزَّمَانِ. صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحۡبِهٖ مَا دَامَتِ النِّیۡرَانُ.

بعض نادان اور بَخیل الطّبع لوگ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج شریف میں عرش تک تشریف لے جانے کا انکار کرتے ہیں، یہ اُن کی عقل کی خرابی ہے۔ فقیر نے پیشِ نظر رسالہ "عرشیہ" میں دلائل کے ساتھ یہی ثابت کیا ہے کہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر تشریف لے گئے۔

فقیر کی دیگر تصانیفِ جدیدہ کی طرح اِس رسالے کا ظاہری و باطنی حُسن بھی حضرت علّامہ ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری مدظلہ العالی کی توجہ و عنایات کا ثمر (نتیجہ) ہے۔ وہ خود بھی علم و فن اور شریعت و سنّت کے حُسن سے مالا مال ہیں۔ اور اُن کی تحریر کے حُسن کا تو جواب نہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَرشِ مُعلّٰی کے ایک ہزار (۱۰۰۰) سُتون ہیں۔ ایک روایت ہے کہ اُس کے تین تنو پائے ہیں ایک پایہ پایہ۔ سے دوسرے پایہ تک تین ہزار (۳۰۰۰) سال کی راہ ہے۔ ہر ایک پایہ پر بے شمار فرشتے صف بستہ گھیر اڈالنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے اُس کی حفاظت فرماتا ہے۔ (پ۱۱-التوبہ، روح البیان)

یاد رہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین، عَرشِ مُعلّٰی کے گھیرے میں ہیں۔ زمین و آسمان میں پیدا ہونے والی ہر چیز کا عَرشِ مُعلّٰی نے اِحاطہ (گھیراؤ) کیا ہوا ہے۔ اِسی لئے اُس کا نام فلک الاَفلاک بھی ہے "غیاث اللغات" (1) میں اُس کا نقشہ یوں ہے:۔

فلک الافلاک

"غیاث اللغات" میں ہے کہ فلک الافلاک عبارت ہے فلکِ اَعظم سے کہ وہ آسمانوں کا آسمان ہے یعنی سب پر مُحیط ہے اور شَرع میں اُس کو عرش کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ عالَم عبارت ہے کُرّہٗ افلاک اور عَناصِر کے مجموعہ سے اور اَفلاک تہ بہ تہ (پرت در پرت) پُوستہائے پیازِ نَو (پیاز کی نہی تہیں) کے ہیں مجملہ اُن کے ایک فلک الافلاک ہے کہ جمیع اَفلاک پر مُحیط ہے اور اِبتداء آسمانوں کی فلک الافلاک سے ہے اور فلکِ قمر پر مُنتَہِی (ختم) ہوئی ہے۔ چنانچہ فلک الافلاک کے نیچے فلکِ ہَشتُم (آٹھواں آسمان) ہے۔ عُلماءِ علمِ ہیئت و ریاضی اُس کو فلکِ ثَوابت اور فلک البُروج کہتے ہیں۔ اُس کے نیچے فلکِ زُحَل ہے جس کو ساتواں آسمان کہتے ہیں، اُس کے نیچے فلکِ مُشتری ہے جس کو چھٹا آسمان کہتے ہیں۔ اُس کے نیچے فلکِ مَرّیخ ہے جس کو پانچواں آسمان کہتے ہیں۔ اُس کے نیچے فلکِ شَمس ہے جس کو چوتھا آسمان کہتے ہیں۔ اُس کے نیچے فلکِ زُہرہ ہے جس کو تیسرا آسمان کہتے ہیں، اُس کے نیچے فلکِ عُطارِد ہے جس کو دوسرا آسمان کہتے ہیں۔ اُس کے

(1) غیاث اللغات، صفحہ نمبر 328، مطبع حیدری بمبئی، 1878ء۔

نیچے فلک قَمر ہے جس کو پہلا آسمان کہتے ہیں اور اِن آسمانوں کے نیچے طبقاتِ عناصرِ اربعہ ہیں یعنی فلکِ قمر کے نیچے کرہ ٔ آب اور درمیان کرہ ٔ آب کے کرہ ٔ خاک ہے مگر کرہ ٔ آب اور کرہ ٔخاک دونوں مل کر ایک کُرّہ کا حکم رکھتے ہیں کہ آب (پانی) نے خاک (مٹی) کا پورا اِحاطہ نہیں کیا بلکہ رُبع زمین کُشادہ ہے اور واضح ہو کہ دور کرہ ٔ زمین کا چوبیس (۲۴۰۰۰) ہزار کوس اور طُول رُبع مسکون کا مشرق سے مغرب تک بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) کوس اور عرض چھ ہزار کوس اور قطر زمین کا سات ہزار چھ سو تیس (۷۶۳۰) کوس کا ہے اور فاصلہ فلکِ قمر کا سطحِ زمین سے چالیس ہزار چھ سو تریسٹھ (۴۰۶۶۳) فَرسَنگ[2] اور فلکِ شمس کا ایک لاکھ سینتالیس ہزار چھ سو دس (۱۴۷۶۱۰) فَرسَنگ اور فلکِ ثوابت کا اڑتیس لاکھ تیئیس ہزار تریسٹھ (۳۸۰۲۳۶۳) فَرسَنگ کا ہے اور فاصلہ فلک الاَفلاک یعنی عرشِ اَعظم کا بجز خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا کہ کس قدر ہے اور شکل افلاک اور کرہ ٔ ہائے عَناصِر کی کہ مجموعہ عالَم ہے واسطے تفہیم (سمجھانے) اور تَفریحِ طالبعلموں (طالبعلموں کی خوشگواری) کے لکھی گئی ہے۔ یعنی وہ نقشہ جو ہم نے اُوپر لکھا ہے۔

عرش اَست کمین پائہ زیوان ﷺ بعض مُحقّقین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عَرشِ مُعلّیٰ کو صرف اپنے محبوب محمد مصطفی ﷺ کی عزّت شرافت کے اِظہار کے لئے پیدا فرمایا ہے اِس لئے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے: "عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا"

یعنی: قریب ہے کہ تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد (تعریف) کریں۔ (3)

حضرت صدر الافاضل لکھتے ہیں کہ " اور مقامِ محمود مقامِ شفاعت ہے کہ اُس میں اوّلین و آخرین حضور کی حمد کریں گے۔ اِسی پر جُمہور ہیں۔ "(4)(خزائن العرفان)

اور " روح البیان " میں ہے کہ مقامِ محمود تحتِ عرش (عرش کے نیچے) ایک اعلیٰ مقام کا نام ہے۔ دوسرا یہ کہ عرش کتاب الابرار کا مَعدن و مَخزن ہے: كما قال إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ، علاوہ ازیں عَرشِ مُعلّیٰ ' فرشتوں کا آئینہ ہے کہ اُس سے وہ تمام انسانوں کو دیکھ رہے ہیں تاکہ وہ قیامت میں اُن کے متعلق گواہی دے سکیں۔

فائدہ عالمِ مثال و تِمثال (5) عرش میں ہے۔ جیسے عالمِ اَطلس کرسی میں ہے۔ (6) (روح البیان پ ۱۱)

عرشِ اعظم حضرتِ انسان ہے

صاحبِ روح البیان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے شیخ قُدّس سرہٗ نے رسالہ "عرفانیہ" میں لکھا ہے جسے آپ نے ۱۰۸۳ھ میں تحریر فرمایا کہ عرشِ عظیم انسانِ کبیر اور عرشِ کریم انسانِ صغیر ہے۔ عرشِ عظیم اور انسانِ کبیر کا ظاہر مُتبَدِّل و مُتَغیَّر (تبدیل) ہوتا رہتا ہے لیکن اُس کا باطن دائماً (ہمیشہ) ایک حالت پہ ہوتا ہے۔ عرشِ کریم اور انسانِ صغیر کا باطن مُتبَدِّل و مُتَغیَّر (تبدیل) ہوتا ہے لیکن اُس کا ظاہر ایک حال پہ رہتا ہے۔ (7)

صاحب روح البیان کی تحقیق

---

(2) (فاصلے کا پیمانہ جو 3 میل کی مسافت کے برابر ہو)

(3) روح البیان, سورة التوبة, الآية 29, 546/3, دار الفكر بيروت.

(4) خزائن العرفان، سورۂ بنی اسرائیل، الآیۃ 79، صفحہ نمبر 541، مکتبۃ المدینۃ کراچی پاکستان.

(5) (ایک عالم جو عالم اَرواح اور اجسام کے درمیان ہے جو کچھ عالمِ اجسام میں موجود ہے اس کی نظیر عالم مثال میں موجود ہے (عالم اَرواح کو لطیف اور عالم اجسام کو کثیف کہا جاتا ہے)

(6) روح البیان, سورة التوبة, الآية 29, 546/3, دار الفكر بيروت.

(7) روح البیان, سورة التوبة, الآية 29, 546/3, دار الفكر بيروت.

صاحبِ روح البیان اپنے شیخ قُدّس سرہٗ کے مذکورہ بالا بیان کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میرے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلامِ مذکور کا مطلب یہ ہے کہ عرشِ عظیم سے مراد وہی عرشِ مُحیط ہے جسے مَلکوت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اُس کے ظاہر سے اُس کے ماتحت باقی اَجرام و فلکیات مراد ہیں جسے عالمِ کَون و فَساد کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہی اَشیاء عرش کے نیچے ظاہر ہیں۔ اِس لئے اُن میں تغیُّر وتبدُّل (تبدیلی) بھی ہے اور کَون و فَساد فرشتوں کا آئینہ ہے کہ اِس سے وہ تمام انسانوں کو دیکھ رہے ہیں تاکہ وہ قیامت میں اُن کے متعلق گواہی دے سکیں۔

فائدہ﴾ عالم مثال و تِمثال عرش میں ہے۔ جیسے عالم اَطلس کرسی میں ہے۔(8) (روح البیان پ ۱۱)

عرش کی آبادی﴾

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ "میں نے شَبِ معراج عرش کے نیچے ستّر(70) شہر دیکھے۔ ہر شہر تمہاری تمام دنیا سے ستّر(70) گنا بڑا تھا اور وہ تمام ملائکہ کرام سے پُر (بھرے ہوئے) تھے جو ہر ایک تسبیح میں مَصروف ہے اور اپنی تسبیح میں عرض کرتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِمَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ۔(9) **ترجمہ﴾** "اے اللہ جمعہ کے دن غسل کرنے والوں کو بخش دے۔

عرش پہ تشریف لیجانا﴾

اہلسنّت باتفاق رائے لکھ گئے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش پر بہ نفسِ نفیس اور بحالتِ بیداری تشریف لے گئے۔

1۔ علّامہ قسطلانی **مواھب** میں لکھتے ہیں کہ

قد اختلف العُلماء في إسراء واحد أو إسراآن مرة بروحه وبدنه يقظة ومرة في المنام أو يقظة بروحه وجسده من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى ثم مناما من المسجد الأقصى إلى العرش فالحق أنه إسراء واحد بروحه وجسده يقظة فی القصة كلها وإلى هذا ذهب الجمهور من عُلماء المحدثين والفقهاء والمتكلمين(10)

ترجمہ﴾ عُلماء کو اختلاف ہوا کہ معراج ایک ہے یا دو۔ ایک بار روح وبدنِ اقدس کے ساتھ بیداری میں اور ایک بار خواب میں یا بیداری میں روح وبدن مبارک کے ساتھ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک پھر خواب میں وہاں سے عرش تک۔ اور حق یہ ہے کہ وہ ایک ہی اِسراء ہے اور سارے قصّے میں یعنی مسجد الحرام سے عرشِ اعلیٰ تک بیداری میں روح وبدن اَطہر ہی کے ساتھ ہے جُمہور عُلماء ، محدّثین وفُقہاء، مُتکلّمین سب کا اتفاق ہے۔

(۲) اُسی میں ہے: المعاريج عشرة (إلى قوله العاشر إلى العرش)۔(11)

ترجمہ﴾ معراجیں دس ہوئیں دسویں عرش تک۔

(۳) اُسی میں ہے:

---

(8)روح البيان, سورة التوبة, الآية 29, 546/3, 547, دار الفكر بيروت.

(9) الجامع لأحكام القرآن للقرطبي, سورة الجمعة, تحت الآية 11, 119/18, دار الكتب المصرية القاهرة, الطبعة الثانية. 1384 هـ 1964 م.

(10) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية ملتقطا, المقصد الخامس الإسراء والمعراج, 426/2, 429, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

(11) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, المقصد الخامس الإسراء والمعراج, 433/2, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

وقد ورد فی الصحیح عن أنس قال لما عرج بی جبریل إلی سدرة المنتھی ودنا الجبار رب العزة جل جلالہ فتدلی حتی کان منہ قاب قوسین أو أدنی وتدلیہ علی ما فی حدیث شریك کان فوق العرش۔[12]

ترجمہ صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "میرے ساتھ جبریل نے سِدرۃ المُنتہیٰ تک عُروج کیا اور جبار رب العزۃ جل جلالہ نے ودنیٰ وتدلّٰی فرمایا تو فاصلہ دو کمانوں بلکہ اُن سے کم کا رہا۔ یہ تدلّٰی بالائے عرش تھی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

4۔ علّامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے اِمام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

ورد في المعراج أنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما بلغ سدرة المنتھی جاءہ بالرَفْرَف جبریل علیہ الصلاة والسلام فتناولہ فطار بہ الی العرش[13]

ترجمہ حدیثِ معراج میں وارِد ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المُنتہیٰ پہنچے جبریل علیہ السلام رَفرَف حاضر لائے وہ حضور علیہ السلام کو لے کر عرش تک اُڑ گیا۔

5۔ یہی علّامہ خفاجی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اَحادِیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سِدرۃ المُنتہیٰ کے آگے عرش پر تشریف لے گئے[14] (نسیم الریاض ص ۲۹۱ ج ۲)

6۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے اِسی طرف یوں اِشارہ فرمایا ہے:

چناں تیز در تہہ قربت براند — کہ در سدرہ جبریل ز و باز ماند[15]

7۔ نسیم الریاض میں ہے:

و علیہ یدل صحیح الأحادیث الأحاد الدالة علی دخولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الجنة ووصولہ إلی العرش أو طرف العالم کما سیأتي کل ذلك بجسدہ یقظة[16]

ترجمہ صحیح اَحادِیث دلالت کرتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ شبِ اَسریٰ جنّت میں تشریف لے گئے اور عرش تک پہنچے یا عالَم کے اُس کنارے تک کہ آگے لامکان ہے۔ اور یہ سب بیداری میں مَع جسم مبارک تھا۔

8۔ حضرت سیّدی شیخ اکبر اِمام محی الدین اِبنِ عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام مِن رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتوحات مکیہ شریف باب ۳۱۶ میں فرماتے ہیں:

---

(12) المواھب اللدنیة بالمنح المحمدیة ملتقطا, المقصد الخامس الإسراء والمعراج, 485/2, 487, المکتبة التوفیقیة القاھرة مصر.

(13) نسیم الریاض في شرح شفاء القاضي عیاض, فصل وأما ما ورد في حدیث الإسراء, 310/2, مرکز اھلسنت گجرات ہند.

(14) نسیم الریاض في شرح شفاء القاضي عیاض, فصل ثم اختلف السلف والعُلماء, 269/2, 270, مرکز اھلسنت گجرات ہند.

(15) ترجمہ: وہ اس قربت کے مقام کی گہرائی میں ایسے تیزی سے آگے بڑھے کہ سدرۃ المنتہیٰ پر جبریل امین پیچھے رہ گئے۔

(16) نسیم الریاض في شرح شفاء القاضي عیاض, فصل ثم اختلف السلف والعُلماء, 269/2, 270, مرکز اھلسنت گجرات ہند.

"اعلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما كان خلقه القرآن وتخلق بالأسماء وكان الله سبحانه وتعالى ذكر في كتابه العزيز أنه تعالى استوى على العرش على طريق التمدح والثناء على نفسه إذ كان العرش أعظم الاجسام فجعل لنبيه عليه الصلوٰة والسلام من هذا الاستواء نسبة على طريق التمدح والثناء به عليه حيث كان أعلى مقام ينتهي إليه من أسرى به من الرسل عليهم الصلوٰة و السلام و ذلك يدل على أنه أسرٰى به ﷺ بجسمه ولو كان الإسراء به رؤيا لما كان الإسراء ولا الوصول إلى هذا المقام تمدحا و لا وقع من الأعراب إنكار على ذلك۔(17)

ترجمہ﴾ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خُلق(کردار) قرآن تھا اور حضور اَسماءِ اِلٰہیہ کی خو دخصلت(عادت) رکھتے تھے اور اللہ سُبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی صِفات مِدح سے عرش پر اِستوا بیان فرمایا تو اُس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اُس صفتِ اِستوی علی العرش کے پَرتو(جھلک) سے مدح ومَنقبت بخشی کہ عرش وہ اَعلیٰ مقام ہے جس تک رَسولوں کا اِسراء منتہی ہو اور اِس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اِسراء مع جسم مبارک تھا کہ اگر خواب ہوتا تو اِسراء اور اُس مقامِ اِستوا علی العرش تک پہنچنا مدح نہ ہوتا نہ گنوار اُس پر اِنکار کرتے۔

9۔شَبِ معراج میں روحِ غَوثِ اَعظم رضی اللہ عنہ﴾

حضور سیّدنا غَوثِ اَعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سرورِعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بُراق کو خیرباد فرمایا تو منتظرِامدادِ غیبی ہوئے، اُس وقت میری روح بحکمِ خداوند آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اپنے کاندھے پر بٹھاکر عَرشِ مُعلّٰی کی طرف پرواز کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میری روح نے مقامِ قابَ قوسَین او ادنٰی تک پہنچادیا۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری اِس خدمت سے خوش ہو کر فرمایا:

یا ولدي قدمي هذه على رقبتك و قدماك على رقاب جميع أولياء الله(18)

ترجمہ﴾ میرے بیٹے میرا قدم تیری گردن پر اور تیرے دونوں قدم تمام اَولیاء کی گردنوں پر ہوں گے۔

مشائخِ قادریہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ غوث الثَّقلین کے دوش(کاندھے) مبارک پر حضور سرورِعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدموں کے نشان مبارک عالمِ دنیا میں اُسی طرح نُمایاں تھے جیسے مہرِ نبوّت۔(تفصیل فقیر کی کتاب غَوثِ اَعظم پڑھئے)

10۔اِمام اجل سیّدی محمد بوصیری قُدّس سرہٗ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

سريت من حرم ليلا إلى حرم — كما سرى البدر في داج من الظلم
وبت ترقى إلى أن نلت منزلة — من قابَ قوسَين لم تدرك ولم ترم
خفضت كل مقام بالإضافه إذ — نوديت بالرفع مثل المفر دالعل
فخرت كل فخار غير مشترك — مو جزت كل مقام غير مزدحم(19)

---

(17)الفتوحات المكية, الباب السادس, 61/3, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(18)تفريح الخاطر في ترجمة الشيخ عبد القادر, المنقبة الأولى, رقم الصفحة 8.

(19)الكواكب الدرية في مدح خير البرية, الفصل السابع, رقم الصفحة 44_46, مركز اهلسنت گجرات ہند.

یعنی: یارسول اللہ آپ رات کے ایک تھوڑے سے حصّے میں حرمِ مکہ معظمہ سے بیت الاقصیٰ کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے اور حضور ﷺ اُس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قابَ قوسَین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے یہ پائی نہ کسی کو اُس کی ہمّت ہوئی۔ حضور ﷺ نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرما دیا۔ جب حضور رَفع کیلئے مفرد علم کی طرح ندا فرمالے گئے حضور ﷺ نے ہر ایسا فخر جمع فرمالیا جو قابلِ شرکت نہ تھا اور حضور ہر اُس مقام سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہُجوم نہ تھا۔ یا یہ کہ حضور ﷺ نے سب فخر بلا شرکت جمع فرمالیا اور حضور تمام مقامات سے بے مُزاحم گزر گئے۔ یعنی عالم اِمکان میں جتنے مقام ہیں حضور ﷺ سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ اَمر نصیب نہ ہوا۔

(11) علّامہ علی قاری اِس کی شرح میں فرماتے ہیں:

أي أنت دخلت الباب وقطعت الحجاب إلى أن لم تترك غاية للساع إلى السبق من كمال القرب المطلق إلى جناب الحق ولا تركت موضع رقي وصعود وقيام وقعود لطالب رفعة في عالم الوجود بل تجاوزت ذلك إلى مقام قابَ قوسَين أو أدنى فأُوحى اليك ربك ما اوحیٰ۔[20]

یعنی: حضور ﷺ نے یہاں تک حجاب طے فرمائے کہ حضرت عزّت کی جناب میں قُربِ مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لئے جو سَبقت (پہل کرنے) کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالمِ وُجود میں کسی طالبِ بلندی کے لئے کوئی عُروج وترقی یا اٹھنے بیٹھنے کی نہ رکھی۔ بلکہ حضور ﷺ عالم مکان سے تجاوُز فرما کر مقام قابَ قوسَین او ادنیٰ تک پہنچے تو حضور ﷺ کے رب نے حضور ﷺ کو وحی فرمائی۔

(12) یہی اِمام ابو عبد اللہ شرف الدین محمد قُدّس سِرہ 'اُمّ القُریٰ' میں فرماتے ہیں:

وترقى به إلى قاب قوسين	وتلك السيادة القعسا
رتب تسقط إلا ما في حسرى	دونها ما وراهن وراء[21]

یعنی: حضور ﷺ کو قابَ قوسَین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال (ابدی) ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزوئیں اُن سے تھک کر گر جاتی ہیں۔ اُن کے اُس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

(13) اِمام اِبنِ حجر مکی قدّس سِرہٗ المکی اُس کی شرح افضل القری میں فرماتے ہیں:

قال بعض الأيمة والمعاريج ليلة الإسراء عشرة سبعة في السموت والثامن إلى سدرة المنتهى والتاسع إلى المستوي والعاشر إلى العرش[22] الخ

ترجمہ بعض آئمہ نے فرمایا شبِ اَسریٰ دس (10) معراجیں تھیں۔ سات (07) ساتوں آسمانوں میں اور آٹھویں سدرۃ المنتہیٰ نویں مستوی تک دسویں عرش تک۔

(14) علّامہ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی قُدّس سِرّہٗ القدسی نے "حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ" میں اُسے نقل فرما کر مقرر رکھا:

---

(20) الزبدة العمدة في شرح القصيدة البردة، الفصل السابع، رقم الصفحة 96، جمیعت عُلماء سکندریہ خیر پور سندھ۔

(21) أم القری في مدح خير الورى، الفصل الرابع، رقم الصفحة 13، حزب القادریہ لاہور۔

(22) أفضل القرى لقراء أم القرى، 404/1، المجمع الثقافي ابو ظبي.

حيث قال قال شهاب المكي في شرح همزية الإمام بوصيرى عن بعض الأيمة أن المعاريج عشرة إلى قوله والعاشر إلى العرش والرؤية۔ (23)

ترجمہ معراجیں دس (10) ہیں دسویں عرشی و دیدار تک۔

(15) شرح ھمزیہ اِمام مکی میں ہے:

لما أعطي سليمان عليه الصلاة والسلام الريح التي غدوها شهر ورواحها شهر أعطي نبينا ﷺ البُراق فحمله من الفرش إلى العرش في لحظة واحدة وأقل مسافة في ذلك سبعة ألاف سنة وما فوق العرش إلى المستوى والرَفرَف لا يعلمه إلا الله تعالیٰ۔ (24)

ترجمہ جب سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کو ہوا دی گئی کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی راہ پر لے جاتی ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بُراق عطا ہوا کہ حضور کو فرش سے عرش تک ایک ایک لمحہ میں لے گیا اور اُس میں ادنٰی مسافت (یعنی آسمان ہفتم سے زمین تک) سات ہزار (۷۰۰۰) برس کی راہ ہے اور وہ جو فَوق العرش سے مُستَوِی ورَفرَف تک رہی اُسے تو خدا ہی جانے۔

(16) نیز فرمایا:

لما أعطي موسیٰ عليه الصلوة والسلام الكلام أعطي نبينا صلى الله عليه وسلم مثله ليلة الإسراء وزيادة الدنو والرؤية بعين البصر وشتان ما بين جبل الطور الذي نوجي به موسى عليه الصلوة والسلام وما فوق العرش الذي نوجي به نبينا ﷺ (25)

ترجمہ جبکہ موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو دولتِ کلام عطا ہوئی۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ویسی ہی شبِ اَسری ملی اور زیادتِ قُرب اور چشمِ سر سے دیدار الٰہی۔ اُس کے علاوہ اور بھلا کہاں کوہِ طور جس پر موسیٰ علیہ الصلواۃ والسلام سے مناجات (گفتگو) ہوئی اور کہاں مافَوق العرش جہاں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام ہوا۔

(17) نیز فرمایا:

رقيه صلى الله تعالیٰ عليه وسلم ببدنه يقظة ليلة الإسراء إلى السماء ثم إلى سدرة المنتهى ثم إلى المستوى ثم إلى العرش والرَفرَف والرؤية (26)

ترجمہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شبِ اَسریٰ آسمانوں تک ترقی فرمائی۔ پھر سِدرۃ المُنتہٰی پھر مقام مُستوی پھر عرش ورَفرَف و دیدار تک۔

---

(23) الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية، 272/1، مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور.
(24) أفضل القرى لقراء أم القرى، 116/1، المعجم الثقافي ابو ظبي.
(25) أفضل القرى لقراء أم القرى، 116/1، المعجم الثقافي ابو ظبي.
(26) أفضل القرى لقراء أم القرى، 117/1، المعجم الثقافي ابو ظبي.

(18)علّامہ احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ **تعلیقات افضل القریٰ** میں فرماتے ہیں:

الإسراء به صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على يقظة بالجسد والروح من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى ثم عرج به إلى السموت العلى ثم إلى سدرة المنتهى ثم إلى المستوى ثم إلى العرش والرَفْرَف.[27]

ترجمہ﴾ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج بیداری میں بدن وروح کے ساتھ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک ہوئی پھر آسمانوں پھر سدرہ پھر مستوی پھر عرش ورَفرَف۔

(19)**فتوحات احمدیہ شرح الهمزية للشيخ سليمان الجمل** میں ہے:

رقيه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ليلة الإسراء من بيت المقدس إلى السموت السبع إلى حيث شاء الله تعالى لكنه لم يجاوز العرش على الراجح[28]

ترجمہ﴾ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ترقی شبِ اسریٰ بیت المقدس سے ساتوں آسمان اور وہاں سے اُس مقام تک ہے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا مگر راجح یہ ہے کہ عرش سے آگے تجاوُز نہ فرمایا۔ (یہ ان کا اپنا خیال ہے۔)

اُسی میں ہے:

المعاريج ليلة الإسراء عشرة سبعة في السموات والثامن الى سدرة المنتهي والتاسع الى المستوى والعاشر الى العرش لكن لم يجاوز العرش كما هو تحقيق عند اهل المعاريج[29]

ترجمہ﴾ معراجیں شبِ اَسریٰ دس ہوئیں۔ سات آسمانوں میں اور آٹھویں سدرہ نویں مستوی دسویں عرش تک مگر راویانِ معراج کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ عرش سے اُوپر تجاوُز نہ فرمایا۔

(20)اُسی میں ہے:

بعد أن جاوز السماء السابعة رفعت له سدرة المنتهى ثم جاوزها إلى مستوى ثم زج به النور فخرق سبعين ألف حجاب من نور مسيرة كل حجاب خمسمائة عام ثم دلى له رَفْرَف أخضر فارتقى به حتى وصل إلى العرش ولم يجاوزه فكان من ربه قابَ قوسَين أو أدنى[30]

ترجمہ﴾ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمانِ ہَفتُم (ساتویں آسمان) سے گزرے سدرہ حضور کے سامنے بلند کی گئی اُس سے گزر کر مقام مُستوی پر پہنچے پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عالمِ نور میں ڈالے گئے وہاں ستّر ہزار(۷۰۰۰) پردے نور کے طے فرمائے۔ ہر پردے کی مُسافت پانسو(۵۰۰)برس کی راہ۔ پھر

---

(27)تعليقات العلامة أحمد بن محمد الصاوي على أم القرى بهامش الفتوحات الأحمدية, رقم الصفحة 3, المكتبة التجارية الكبرى.

(28)الفتوحات الأحمدية بالمنح المحمدية شرح الهمزية, رقم الصفحة 3, المكتبة التجارية الكبرى.

(29)الفتوحات الأحمدية بالمنح المحمدية شرح الهمزية, رقم الصفحة 30, المكتبة التجارية الكبرى.

(30)الفتوحات الأحمدية بالمنح المحمدية شرح الهمزية, رقم الصفحة 31, المكتبة التجارية الكبرى.

ایک سبز بچھونا حضور کے لئے لٹکایا گیا حضور ﷺ اُس پر ترقی فرما کر عرش تک پہنچے اور عرش سے اُدھر گزر نہ فرمایا وہاں اپنے رب سے قابَ قَوسَین اَو ادنٰی پایا۔

ازالہ وھم﴾

شیخ سلیمان نے عرش سے اُوپر تجاوُز نہ فرمانے کو ترجیح دی اور امام اِبنِ حجر مکی وغیرہ کی عباراتِ ماضیہ و آتیہ (گزشتہ اور آنے والی عبارت) وغیرہا میں فَوق العرش ولا مکان کی تَصرِیح (صراحت) ہے۔ لا مکان یقیناً فَوق العرش ہے اور حقیقۃً دونوں قولوں میں کچھ اِختلاف نہیں عرش تک مُنتہائے مکان ہے اُس سے آگے لا مکان ہے اور جسم نہ ہو گا مگر مکان میں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسم مبارک سے منتہائے عرش تک تشریف لے گئے اور روحِ اقدس نے وَراءُالوَرا (بہت دور) تک ترقی فرمائی۔ جسے اُن کا رب جانے جو لے گیا پھر وہ جانیں جو تشریف لے گئے۔ اِسی طرف کلامِ امام شیخِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اِشارہ ہے کہ دونوں پاؤوں سے سیر کا منتہٰی عرش ہے تو سیر قدم عرش پر ختم ہوئی نا اِس لئے کہ سیر اقدس میں معاذ اللہ کوئی کمی رہی بلکہ اِس لئے کہ تمام اَماکِن (مکانات) کا اِحاطہ فرمالیا اُوپر کوئی مکان ہی نہیں جسے کہئے کہ قدم پاک وہاں نہ پہنچا اور سیر قلبِ انور کی اِنتہا قابَ قَوسَین اگر وَسوَسہ گزرے کہ عرش سے وَرا (باہر) کیا ہو گا کہ حضور ﷺ نے اُس سے تجاوُز فرمایا۔

(21) سیّدی علی وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اِرشاد ہے جسے اِمام عبد الوہاب شعرانی نے کتاب **الیواقیت والجواھر فی عقائد الاکابر** میں نقل فرمایا فرماتے ہیں کہ

لیس الرجل من یقیدہ العرش وما حواہ من الأفلاك والجنة والنار وإنما الرجل من نفذ بصرہ إلی خارج ھذا الوجود کله و ھناك یعرف قدر عظمة موجدہ سبحانه و تعالیٰ۔ (31)

ترجمہ﴾ مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اُس کے اِحاطہ میں ہے اَفلاک و جنّت و نار یہی چیزیں مُقیّد کر لیں۔ مرد وہ ہے جس کی نگاہ اُس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اُسے مُوجِدِ عالم (اللہ) جل جلالہ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔

(22) اِمام علّامہ احمد قسطلانی **مواھب لدنیه و منح محمدیه**، علّامہ محمد زرقانی اُس کی شرح میں فرماتے ہیں:

"ومنھا أنه رأی الله تعالیٰ بعینیه" یقظة علی الراجح "وکلمه الله تعالیٰ في الرفیع" علی سائر الأمکنة وقد روی ابن عساکر عن أنس مرفوعًا لما أسري بي قربني ربي حتی کان بیني و بینه قاب قوسین أو أدنی (32)

ترجمہ﴾ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خَصائِص (عادات) سے ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا یہی مذہب راجح ہے اور اللہ عزوجل نے حضور ﷺ سے اُس بلند و بالا مقام میں کلام فرمایا جو تمام اَمکِنہ (مکانات) سے اَعلیٰ تھا اور بیشک اِبنِ عساکر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

(31) الیواقیت والجواھر, المبحث الرابع والثلاثون, 370/2, دار إحیاء التراث العربي بیروت.

(32) المواھب اللدنیة بالمنح المحمدیة ملتقطا, المقصد الرابع, الفصل الثاني, القسم الرابع, 344/2, المکتبة التوفیقیة القاھرة مصر.

شرح الزرقاني علی المواھب اللدنیة ملتقطا, المقصد الرابع في معجزاته صلی الله علیه وسلم الدالة علی ثبوت نبوته, الفصل الرابع ما اختص به صلی الله علیه وسلم من الفضائل والکرامات, 204/7, 205, دار الکتب العلمیة, الطبعة الأولی 1417ھ 1996م.

سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شبِ اَسرا مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اُس میں دو کمانوں بلکہ اِس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔

(23) شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (اشعۃ اللمعات ص ۵۶۰، ج ۴) سدرۃ المنتہی کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

و منتہی علوم خلق و عروج ملائکہ آنست ولہذا سدرۃ المنتہی نام کردہ اند و جز حضرت پیغمبر ما صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بالاتر از آن ہیچ کس نرفتہ و آنحضرت بجائے رفت کہ آنجا جا نیست

ترجمہ﴾ منتہیٰ علومِ خَلق (مخلوق) اور عُروجِ ملائکہ کا انتہائی مقام ہے اِسی لئے اُسے سِدرۃ المُنتہٰی کہا گیا ہے اور سوائے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور کوئی اُس کے آگے نہیں گیا بلکہ آپ تو وہاں پہونچے جسے جگہ بھی نہیں کہا جاسکتا لیکن لا مکان!

(24) اِمام زرقانی "شرح مواہب لدنیہ، ص ۱۰۱، ج ۶" میں لکھتے ہیں کہ

دنا فتدلی فكان قابَ قوسَين أو أدنى وجاوز السبع الطباق وهي السموات وجاوز سدرة المنتهى ووصل إلى محل من القرب سبق به الأولين والآخرين إذ لم يصل إليه نبي مُرسَل ولا ملك مقرب[33]

ترجمہ﴾ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شبِ معراج ساتوں آسمانوں اور سِدرَۃُ المُنتَہٰی سے گزر گئے اور ایسے مقام تک پہنچے کہ اوّلین آخرین سب پر سَبقت لے گئے کیونکہ جہاں حضور علیہ السلام پہنچے وہاں نہ کوئی نبی پہنچا نہ رسول نہ کوئی مُقرّب فرشتہ۔

(25) اِسی زرقانی، ص ۹۹، ج ۶ میں ہے کہ

ودنو الرب تبارك وتدليه على ما في حديث شريك عن أنس كان فوق العرش لا إلى الأرض[34]

ترجمہ﴾ اللہ کا اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ہونا اور زیادتی قُرب کا طلب فرمانا عرش کے اُوپر تھا زمین پر نہیں۔

(25) شفا قاضی عیاض رحمہ اللہ میں ہے:

تدلى الرَفرَف لمحمد صلى الله عليه وسلم ليلة المعراج فجلس عليه ثم رفع فدنا من ربه.[35]

ترجمہ﴾ شبِ معراج میں رَفرَف حضور علیہ السلام کے لئے نیچے ہوا آپ اُس پر رونق اَفروز ہوئے اُس کے ذریعے آپ اپنے رب کے قریب ہوئے۔

فائدہ﴾ عبارت میں عرش کی تصریح نہیں دوسری جگہ اِسی کتاب میں تصریح ہے اور قُربِ رب سے ہی عرشِ الٰہی مراد ہے۔

(27) اِسلامی عقائد کی مشہور درسی کتاب شرح عقائد، ص ۱۰۵ میں ہے کہ

قوله ثم إلى ما شاء الله إشارة إلى اختلاف أقوال السلف فقيل إلى الجنة وقيل إلى العرش وقيل إلى فوق العرش وقيل إلى طرف العالم[36]

---

(33) شرح الزرقاني على المواهب اللدنية, المقصد الخامس في تخصيصه عليه الصلاة والسلام بخصائص المعراج والإسراء, 212/8, دار الكتب العلمية, 2012م.

(34) شرح الزرقاني على المواهب اللدنية, المقصد الخامس في تخصيصه عليه الصلاة والسلام بخصائص المعراج والإسراء, 208/8, دار الكتب العلمية؟ م.

(35) الشفا بتعريف حقوق المصطفى مع حاشية الشمني, القسم الأول, الباب الثالث, فصل وأما ما ورد في حديث الإسراء, 204/1, دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع, 1409ھ 1988م.

(36) شرح العقائد النسفية, رقم الصفحة 316, مكتبة المدينة كراتشي باكستان, الطبعة الثانية, 1433ھ 2012م.

ترجمہ ثم إلی ما شاء الله تعالی اشارہ ہے اَقوالِ سَلف کے اِختلاف کی طرف۔ پس کہا ہے معراج جنّت تک ہوا اور کہا گیا ہے عرش کے اُوپر تک ہوا اور کہا گیا ہے عالمِ کائنات کی طرف ہوا۔

اِزالہ وھم

اِس سے کسی کو وہم نہ ہو کہ عرش تک رَسائی کا ذکر قِیل سے کیوں ہے۔ اِس کی وجہ میں نے سوالات کے جوابات میں عرض کر دی ہے کہ یہ مسئلہ فَضائل سے ہے اِسی لئے اِس کا منکر کافر نہیں۔

(28) اِمام عبد الوہاب شعرانی قُدّس سِرّہٗ ربانی کتاب الیواقیت والجواہر، ص ۳۷، ج ۲ میں فرماتے ہیں کہ

إنما قال ﷺ علی سبیل التمدح حتی ظھرت لمستوي إشارة لما قلنا من أن منتھی الیسر بالقدم المحسوس للعرش[37]

ترجمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بَطورِ مدح اِرشاد فرمانا کہ یہاں تک کہ میں مُستوی پر بلند ہوا اِسی امر کی طرف اِشارہ ہے کہ قدم جسم سے سَیر کا منتہی عرش ہے۔

(29) مدارج النبوۃ شریف میں ہے:

فرمود ﷺ پس گسترانیدہ شد برائے من رَفْرَف سبز کہ غالب بود نور او بر نور آفتاب پس درخشید بآں نور بصر من و نہادہ شدم من برآں رَفْرَف و برداشتہ شدم تا برسیدم بعرش[38]

ترجمہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: پھر میرے لئے سبز رنگ رَفرَف بچھایا گیا جس کا نور سورج کے نور پر غالب تھا اُس نور کی چمک سے میں رَفرَف پر پہنچا تا کہ میں آسانی سے عَرشِ مُعَلّیٰ پر جا سکوں۔

(30) یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اَشعار پڑھئے:

برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں — اسری بعبدہ است من المسجد الحرام
تا عرصۂ وجوب کہ اقتضائے عالم ست — کابخانہ جاست و نے جہت و نے نشان نہ نام[39]

ترجمہ

1. طبیعت اِمکاں سے قدم اُٹھایا جس کا بیاں اَسریٰ بِعَبْدِہٖ میں ہے۔
2. یہاں تک وُجوب کے میدان میں پہنچے اور وہ عالَمِ اِمکاں کا انتہا ہے ایسی جگہ قدم رکھا کہ وہاں نہ جِہت ہے نہ نشان ہے نہ نام۔

بے شک حضور علیہ السلام نے اللہ کو دو بار دیکھا:

1۔ سِدرۃ المُنتَہیٰ کے نزدیک — 2۔ جب عَرشِ مُعَلّیٰ کے اُوپر تشریف لائے۔

(37) الیواقیت والجواھر، المبحث الرابع والثلاثون، 370/2، دار إحیاء التراث العربي بیروت.
(38) مدارج النبوۃ، باب پنجم، وصل در رؤیت الھی، 169/1، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر.
(39) اشعۃ اللمعات، باب المعراج، 534/4، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر.

(31) اُسی کے باب رُویۃِ اللّٰہِ تعالیٰ فصل سوم زیر حدیث **قد رأى ربه مرّتين** میں اِرشاد فرمایا:

بتحقیق دید آنحضرت صلى الله تعالٰى عليه وسلم پروردگار خود را جل و علا دو بار یکے چون نزدیک سدرۃ المنتہی بود دوم چوں بالائے عرش بر آمد[40]

ترجمہ》 یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کو دوبار دیکھا، ا۔ سِدرۃ المُنتہٰی کے نزدیک ۲۔ عَرشِ مُعَلّٰی پر تشریف لے جانے پر۔

(32) مکتوبات حضرت شیخ مجدد الف ثانی، جلد اول مکتوب ۲۸۳ میں ہے:

آن سرور عليه الصلواة والسلام دراں شب چوں ازدائرہ مکاں وزمان بریون جست و ازتنگئ امکان بر آمد ازل و ابد راں آن واحد یافت و بدایت و نہایت را دریک نقطہ متحدہ دید[41]

ترجمہ》 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دائرہ امکان وزمان سے باہر تشریف لے گئے اور تنگی مکان سے فارغ ہو کر واحد اللہ کو پایا اور وہاں ابتداء وانتہا کو ایک نقطہ میں مُتّحِد پایا۔

(33) مکتوب ۲۷۲ میں ہے کہ

محمد رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم كه محبوب رب العالمین ست و بہترین موجودات اولین و آخرین با وجود آنکه بدولت معراج بدنی مُشرَّف شد و ازعرش و کرسی درگزشت و از امکان وزمان بالا رفت[42]

ترجمہ》 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ آپ محبوب رب العالمین اور اوّلین و آخرین جُملہ (تمام) مخلوقات میں سے آپ بہتر وبرتر ہیں۔ آپ معراجِ جسمانی سے مُشرَّف ہوئے آپ عرش و کرسی سے گزر گئے بلکہ مکان وزمان سے بھی آپ کی پرواز بلند ہوئی۔

قاعدہ》 یہاں علم الحدیث کا ایک قاعدہ بھی عرض کردوں۔ ممکن ہے منکرین کو سمجھ آجائے ورنہ اہلسنّت تو لازماً مطمئن ہوں گے۔ وہ قاعدہ یہ ہے کہ "حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کوئی قول منسوب ہو تو قابلِ قبول ہے۔"

اِمام اِبن الصلاح کتاب **معرفة انواع علم الحديث** میں فرماتے ہیں:

قول المصنفين من الفقهاء وغيرهم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا وكذا ونحو ذلك كله من قبيل المعضل وسماه الخطيب أبو بكر الحافظ مُرسَلا وذلك على مذهب من يسمي كل ما لا يتصل مُرسَلا.[43]

ترجمہ》 مُصنّفینِ فقہائے کرام ہوں یا کوئی اور کا کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے فرمایا ہے اسی طرح کسی فریقہ سے حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف کوئی قول منسوب کرنا یہ مُعضَل (اصطلاحِ حدیث) ہے اور خطیب نے اُس کا نام مُرسَل (اصطلاحِ حدیث) رکھا ہے۔

تلویح وغیرہ میں ہے کہ **إن لم يذكر الواسطة أصلا فمُرسَل.**[44]

---

(40) اشعة اللمعات, كتاب الفتن, باب رؤية الله تعالى, الفصل الثالث, 4/442_449, مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر.

(41) مکتوبات امام ربانی, مکتوب نمبر ۲۸۳, 1/366, نول کشور لکھنو.

(42) مکتوبات امام ربانی, مکتوب نمبر ۲۷۲, 1/348, نول کشور لکھنو.

(43) معرفة أنواع علم الحديث, النوع الحادي عشر معرفة المعضل, رقم الصفحة 138, دار الكتب العلمية, الطبعة الأولى, 1423 ھ 2002 م.

(44) التلويح على التوضيح لمتن التنقيح, القسم الأول, الركن الثاني في السنة, فصل في انقطاع الحديث, 2/12, مطبعة محمد علي صبيح وأولاده بالأزهر مصر, 1377 ھ 1957 م.

ترجمہ اگر درمیان میں کوئی واسطہ نہ ہو تو وہ مُرسَل ہے۔

3۔مسلم الثبوت میں ہے: المُرسَل قول العدل قال علیه الصلوة والسلام كذا.[45]

ترجمہ عادِل ومُعتبر ناقِل کا کہنا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مُرسَل ہے۔

4۔ فواتح الرحموت میں ہے: الكل داخل في المُرسَل عند أهل الأصول.[46]

ترجمہ سب کے سب مذکورہ طریقہ مُرسَل میں داخل ہیں۔

5۔انہی میں ہے:

المُرسَل إن كان من صحابي يقبل مطلقاً اتفاقاً وإن كان من غيره فالأكثر ومنهم الإمام أبو حنيفة والإمام مالك والإمام أحمد رضى الله تعالى عنهم قالوا يقبل مطلقا إذا كان الراوي ثقة[47] إلخ

ترجمہ اگر مُرسَل صحابی سے ہو تو بالاتفاق مقبول ہے اہلِ اُصول کے نزدیک یہی مُسلَّم (قابل تسلیم) ہے اگر غیر صحابی سے ہے تو اکثر کے نزدیک مقبول ہے اِمام ابو حنیفہ بھی اُنہی میں ہیں اِمام مالک واِمام احمد رضی اللہ عنہم ایسی روایت مطلقاً قابلِ قبول ہے بشرطیکہ ناقِل راوی ثِقہ ہو۔

6۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے: لا يضر ذلك في الاستدلال به هاهنا لأن المنقطع يعمل به في الفضائل إجماعا[48]

ترجمہ ایسے مَواقع پر ایسی روایات سے اِستدلال (دلیل پکڑنا) جائز ہے اِس لئے کہ روایتِ مُنقَطِع (49) فضائل میں مُستَنَد (قابل تسلیم) ہے بالاجماع۔

7۔ شفاء اِمام قاضی عیاض میں ہے: اخبر صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بقتل علي وأنه قسيم النار[50]

روایت قسیم النار اَلَخ قابل قبول ہے۔

نسیم الریاض میں فرمایا:

ظاهر هذان هذا مما أخبر به النبي صلى الله عليه وسلم إلا أنهم قالوا لم يروه أحد من المحدثين إلا أن ابن الأثير قال في النهاية أن عليا رضى الله عنه قال أنا قسيم النار قلت ابن الأثير ثقة وما ذكره علي لا يقال من قبل الرأى فهو في حكم المرفوع[51] ملخصاً

---

(45)مسلم الثبوت, مسئلة تعريف المرسل, رقم الصفحة 201, مطبع انصاري دهلي.

(46)فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذيل المستصفى, مسئلة في الكلام على المرسل, 174/2, منشورات الشريف الرضي.

(47)فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذيل المستصفى, مسئلة في الكلام على المرسل, 174/2, منشورات الشريف الرضي.

(48)مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح, كتاب الصلاة, باب الركوع, 715/2, دار الفكر، بيروت لبنان, الطبعة الأولى، 1422ھ 2002م.

(49)حدیث کی ایسی روایت جس کی سند میں تسلسل نہ ہو (منقطع ہو)، اگر وہ صرف فضائلِ اعمال (نیکیوں کی ترغیب وترہیب) کے بارے میں ہو تو اسے علماء کے اجماع سے قبول کیا جاتا ہے، بشرطیکہ اس کا مضمون شریعت کے عمومی اصولوں کے خلاف نہ ہو۔

(50)الشفا بتعريف حقوق المصطفى مع حاشية الشمني ملتقطاً, القسم الأول, الباب الرابع, فصل ومن ذلك ما اطلعه عليه من الغيوب وما يكون, 338/1, دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع, 1409ھ 1988م.

(51)نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض, ومن ذلك ما اطلع عليه من الغيوب, 163/3, مركز اہلسنت گجرات ہند.

ترجمہ﴾ اِس لئے ظاہر ہے کہ حضرت علی نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو گا لیکن اُسے محدّثین میں کسی نے بھی روایت نہیں کیا ہاں اِبن الاَثیر نے کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دوزخ بانٹنے والا ہوں میں کہتا ہوں اِبن الاَثیر ثقہ ناقل ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمودہ از خود نہیں ہو سکتا حضور علیہ السلام سے سنا ہو گا فلہٰذا (اس وجہ سے) یہ روایت مَرفوع کے حکم میں ہے۔

اِمام ابن الھمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں: عدم النقل لا ينفي الوجود[52] والله أعلم .

ترجمہ﴾ عدمِ نقل شے کے وُجود کے مُنافی (مخالف) نہیں۔

خلاصہ یہ کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شبِ معراج مبارک عرشِ عظیم پہ تشریف لے جانا عُلمائے کرام و آئمہ اعلام نے تحریر فرمایا اور وہ سب اَحادِیث سے بھی ثابت ہے۔ اگرچہ اَحادِیثِ مُرسَل و باصطلاحِ دیگر مُعضَل ہیں لیکن وہ فضائل میں مقبول ہے اِس پر اِجماع ہے جب ناقل ثِقہ ہوں۔[53]

(کذا قال اِمام احمد رضا (قدس سرہ)

فائدہ﴾ روح البیان میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اَطہر میں یا اُسی سواری میں (جو عرش تک لے گئی) قدرت پیدا فرمادی۔

وُصول الیٰ العرش کا حدیث صحیح سے ثبوت﴾

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرش پر پہنچنے کے متعلق بعض حضرات نے کہا کہ صحیح حدیث سے ثابت نہیں مگر شیخ محی الدین اِبنِ عربی علیہ الرحمہ فتوحات مکیہ میں اور علّامہ شعرانی نے فتوحات سے (الیواقیت والجواھر میں ص ۳۷، ج ۲) میں صحیح حدیث حتی ظھرت لمستوی (حتیٰ کہ میں مستویٰ پر پہنچا) میں مُستوی سے مراد عَرشِ مُعلّیٰ لیا۔[54] مکہ مکرمہ سے عرش تک کی مُسافت تین لاکھ (۳۰۰۰۰۰) سالوں کی بتائی گئی ہے۔[55] جس طرح تفسیر روح المعانی ص ۱۱ ج ۱۵ اور نزھۃ المجالس ص ۱۶۰، ج ۲ میں مذکور ہے۔ یہ ایک ظاہری و عقلی اندازہ ہے ورنہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام اُس سے کہیں اونچا ہے۔ اِسی لئے اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہے:

عرش پہ جا کے مرغ عقل تھک کے گرا غش آ گیا   اور ابھی منزلوں پر سے پہلا ہی آستان ہے

اتنی مُسافتِ بعید (یعنی اتنا طویل سفر) اور مشاغلِ جلیلہ (عظیم مصروفیات) کے باوجود حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آئے تو بستر گرم تھا۔[56]

(نزھۃ المجالس، ص ۱۶۰، ج ۱) (تفسیر روح المعانی، ج ۱)

عقلی دلیل﴾ موجودہ دور کی ایجادات نے اُن کا منہ بھی بند کر دیا ہے۔ ۱۹۵۸ء میں جب سائنسدانوں نے اعلان کیا کہ ۱۹۷۰ء میں انسان چاند میں اُتر جائے گا۔ اُس وقت بھی اُسے مجذوب کی بَڑ (بے سرو پا بات) کہا گیا۔ لیکن جب اپالو گیارہ کے دو انسانوں کو لے کر چاند پر اُترنے کی خبریں آئیں تو اُسے فوراً تسلیم

---

(52) فتح القدير لابن الهمام ,كتاب الطهارات ,23/1 ,شركة مكتبة ومطبعة مصفى البابي الحلبي وأولاده بمصر ,الطبعة الأولى .1389 هـ 1970 م.

(53) فتاوی رضویہ ,رسالہ منبہ المنية بوصول الحبيب إلى العرش والرؤية ,643/30 ,644 ,رضا فاونڈیشن.

(54) الفتوحات المكية,الباب الثاني والثمانون ومائة في معرفة مقام السماع ,367/2 ,دار صادر ,بيروت

(55) تفسير الألوسي روح المعاني,سورة الإسراء : الآيات 1 إلى 21 ,12/8 ,دار الكتب العلمية – بيروت ,الطبعة: الأولى, 1415 هـ 1994 م

نزهة المجالس ومنتخب النفائس ,فصل في المعراج ,124/2 ,المطبعة الكاستلية – مصر ,عام النشر: 1283هـ

(56) تفسير الألوسي روح المعاني,سورة الإسراء : الآيات 1 إلى 21 ,13/8 ,دار الكتب العلمية – بيروت ,الطبعة: الأولى, 1415 هـ 1994 م

نزهة المجالس ومنتخب النفائس ,فصل في المعراج ,125/2 ,المطبعة الكاستلية – مصر ,عام النشر: 1283هـ

کر لیا گیا۔ ہماری زمین سے چاند تک کا فاصلہ دولاکھ چالیس ہزار (۲۴۰۰۰۰) میل بتایا جاتا ہے۔ سالوں کا یہ راستہ اپالو نے چند گھنٹوں میں طے کر لیا اور پھر واپس بھی آ گیا۔

ہم یہ بھی کہتے ہیں﴾ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نور کی سیڑھی کے ذریعہ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک اور پھر سِدرۃ المُنتہیٰ سے بھی آگے وہاں تشریف لے گئے جہاں کسی کا وہم و گمان بھی نہیں جاسکتا۔ ہر صاحبِ ایمان کا اُس نور کی سیڑھی پر ایمان ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے محبوب پاک سیّاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص فرمادیا تھا۔ اور جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں پہنچادیا۔ "جہاں کیسے کس طرح" کا بھی مُطلق دخل نہیں۔

اعلحضرت اِمام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے:

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں   کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کہ یوں

آیات: سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی (57) اور وَ النَّجۡمِ اِذَا ہَوٰی (58) اس سیر و عروج پر شاہد ہیں اور مسلمان اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس جسمانی سیر و عُروج پر ایمان رکھتا ہے اور ثبوت کے لیے قرآنی آیات اور اَحادِیث کے اِرشادات موجود ہیں۔ تاہم موجودہ دور میں بعض کا فلسفی اور شکّی طبیعتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس نور کی سیڑھی اور حضور ﷺ کے اُس جسمانی معراج پر یقین نہیں رکھتیں اور یہ اُن کی انتہائی نادانی ہے۔ اِس لئے کہ موجودہ دور میں اُنہی کی سائنس ایک ایسے راکٹ کا دن رات ڈھنڈورہ پیٹ رہی ہے جو بقول اُن کے ایک انسان کو عالمِ بیداری میں جسم کے ساتھ چاند میں پہنچانے ہی والا ہے۔ پس اگر سائنس نے کوئی ایسا راکٹ ایجاد کر لیا ہے تو یہ کیوں ممکن نہیں کہ خالقِ سائنس ربّ کائنات نے ایک نور کی سیڑھی پیدا فرمادی تھی جس نے مدنی چاند صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اِس چاند سے بھی کہیں آگے پہنچا دیا اور یہ چاند اُس چاند کی گردِ راہ (راستے کی دھول) بن کر رہ گیا۔ مسلمان کا تو ایمان اُس راکٹ کے تیار ہونے سے پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے اور جو فلسفی مزاج رکھتا ہے، اُسے اپنے اُس راکٹ کے مبیّنہ عُروج کے پیشِ نظر معراجِ جسمانی کا انکار کسی طرح زَیب نہیں دیتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کا عمل مولانا قُدّس سِرّہٗ کے اِس مصرعہ پر ہے:

عقل قربان کن به پیش مصطفی

ترجمہ﴾ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آگے عقل قربان۔

معراج مافوق السموات﴾

بعض فرقوں نے آسمانوں سے اُوپر کی معراج کا انکار کیا ہے، ایسے ہی عرش پر لے جانے کا بھی یہ اِن موجودہ فرقوں کی شانِ نبوّت سے بے خبری کی علامت ہے۔ ورنہ یہ تو مُحقّقین کا مسلّم مسئلہ ہے کہ عرش و کُرسی اور لوح و قلم وغیرہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ اقدس کی جھلکیاں ہیں چنانچہ اِمام المحدّثین اِمام بخاری کے اُستاد محدّث عبد الرزاق اپنی تصنیف میں جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث لائے ہیں اور اُس حدیث شریف کو تَلقّی بالقبُول (59) کا مقام حاصل ہے۔ اُسی حدیث پاک میں ہے:

---

(57) بنی اسرائیل: ۱

(58) النجم: ۱

(59) (وہ روایت جسے اکثر اہل علم قبول کریں)

فالعرش والكرسي من نوري والكروبيون والروحانيون من الملائكة من نورى السموت السبع من نوري والجنة وما فيها النعم من نوري والشمس والقمر والكواكب من نوري والعقل والعلم والتوفيق من نوري وأرواح الأنبياء والرسل من نوري والشهداء والصالحون من نتائج نوري[60]

ترجمہ﴾ سیّدِ الوُجود صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس عرش، کرسی، کَرُوبِیُّون (مقرب فرشتے) ،روحیں ساتوں آسمانوں کے فرشتے، جنّت اور اُس کی نعمتیں، سورج، چاند، ستارے، عقل، علم، توفیق، انبیاء اور رسول کی اَرواح شُہداء اور صالحین سب کے سب میرے نور سے ہیں۔

الحدیث﴾جواھر البحار سیّدی یوسف النبھانی، جلد ۴، ص۲۷۷ لہٰذا اُن میں سے کوئی چیز بھی مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے باعثِ شرف وعُروج نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ اَشیاء آپ کے نور سے ہی پیدا ہیں۔

سیّدی علّامہ ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أنه عليه الصلاة والسلام تتشرف الأشياء به لا هو يتشرف بها[61] (مدخل لابن الحاج، جلد ۱، صفحہ ۲)

ترجمہ﴾ تمام اشیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف حاصل کرتی ہیں نہ کہ آپ کسی شے سے۔

اور یہ ہی حضرت فرماتے ہیں:

ألا ترى إلى ما وقع من الإجماع على أن أفضل البقاع الموضع الذي ضم أعضاءه الكريمة صلوات الله عليه وسلامه[62]

(المدخل جلد ۱، ص۲۵۱)

ترجمہ﴾اے ایمان والے تو اِس بات کی طرف نہیں دیکھتا کہ اِجماع واقع ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور تمام مقامات سے افضل ہے۔

بلکہ ائمّہ اَحناف میں سے صاحب "در المختار" نے تو تصریح کر دی ہے کہ

ما ضم أعضاءه عليه الصلاة والسلام فإنه أفضل مطلقا حتى من الكعبة والعرش والكرسي[63] (در المختار جلد ۱ ص۱۸۴)

ترجمہ﴾ جو جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَعضاء شریفہ سے ضَم (شامل) کیے ہوئے ہے وہ علی الاِطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی۔

---

(60)عصيدة الشهدة شرح قصيدة البردة, رقم الصفحة 81.

جواهر البحار في فضائل النبي المختار, 325/2, دار الكتب العلمية بيروت لبنان, 2010م.

(61)المدخل لابن الحاج, فصل من العوائد الرديئة ما يفعله النساء في المواسم, المرتبة الثانية المواسم التي ينسبونها إلى الشرع وليست منه, فصل في خصوصية مولد الرسول بشهر ربيع الأول, 272/1, دار التراث.

(62)المدخل لابن الحاج, فصل من العوائد الرديئة ما يفعله النساء في المواسم, المرتبة الثانية المواسم التي ينسبونها إلى الشرع وليست منه, فصل في خصوصية مولد الرسول بشهر ربيع الأول, 272/1, دار التراث.

(63)الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار, كتاب الحج باب الهدي, رقم الصفحة 172, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى. 1423هـ 2002م.

لہٰذا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بُراق پر سوار ہونا آپ کا عُروج نہیں بلکہ بُراق کو عُروج عطا فرمانا ہے ملائکہ کا لگام اور رِکاب تھامنا ملائکہ کا عُروج ہے اور بیت المقدس کی طرف سفر کرنا بیت المقدس کا عُروج ہے۔ جیسا کہ علّامہ نجم الدین غیاطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال ابن وحية يحتمل أن يكون الحق سبحانه وتعالى أراد أن لا يخلي تربة فاضلة عن مشهده ووطء قدمه فتمم تقديس بيت المقدس بصلاة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم[64] (المعراج الكبير السيدي نجم الدين غيطي، ص ۱۳)

ترجمہ ابنِ وحیہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کی طرف سفر کرنے میں ایک اِحتمال یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس بات کا ارادہ فرمایا کہ اِس زمین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کے قدموں کی برکت سے محروم نہ رکھے پس اِس لئے بیت المقدس کی تقدیس (پاکی) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نماز سے پورا فرمایا، اِسی طرح جہاں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لے گئے اور جن جن سے آپ نے ملاقات فرمائی، سوائے اُن کے حق میں معراج تھی نہ کہ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اِسی لیے ہم کہتے ہیں کہ شبِ معراج جہاں سے حضور نبی پاک شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوا اُن اشیاء کو معراج ہوتی گئی، آپ نے صرف اور صرف ذاتِ حق تعالیٰ کے دیدارِ پُر انوار اور دیگر رُموز و اَسرار سے مُشرّف ہو کر معراج پائی۔

رَفْرَف

جب حضرت جبریل علیہ السلام ٹھہر گئے تو سبز رنگ کا ایک تخت ظاہر ہوا جس کا نام رَفْرَف ہے۔ (الیواقیت والجواھر، ج۲، ص۳۶)

ایک روایت میں آیا ہے کہ تدلی کا فاعل رَفْرَف ہے اور دنٰی کے فاعل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ دنٰی فتدلی کا ترجمہ یوں ہو گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ستّر ہزار (۷۰۰۰) برس کی راہ تھی۔ اور یہ پردہ بعضے مَروارید (موتی) کے بعضے یاقوت کے بعضے ہوا کے تھے۔ اور ہر پردہ پر ایک فرشتہ ملازم تھا کہ ستّر ہزار (۷۰۰۰) فرشتے جن کا ذکر ابھی گزرا ہے۔ سب اُس کے تابع تھے۔ اُس رَفْرَف نے آپ کو حجابات سے پار پہنچایا اور پھر غائب ہو گیا۔ اُس کے بعد ایک صورت گھوڑے جیسی ظاہر ہوئی۔ جو کہ دانہ مَروارید سفید کی طرح تھی۔ تسبیح کہتی تھی۔ اور اُس کے منہ سے نور کے فوارے نکلتے تھے، اٹھایا اور اُن ستّر ہزار (۷۰۰۰) پردوں سے گزرا جو عرش سے وَراء (باہر) تھے اور ساقِ عرش (عرش کے پایہ) تک پہنچا۔ (معارج النبوۃ ج۳، ص۱۵۳)

یاد رہے کہ "نزهة المجالس" میں اِمام صفوری پانچ (۰۵) سواریوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اور کسی نے دو (۰۲) سواریوں کا ذکر کیا ہے اور کسی عالم نے تین (۰۳) سواریوں کا ذکر کیا ہے۔ جتنی روایات جس کے پاس تھیں اُس قدر بیان کیا ہے۔

عرشِ حق ھے مسندرسول اللہ کی عرش کو اُٹھانے والے چار فرشتوں پر گزر ہوا، جس کو حاملینِ عرش کہا جاتا ہے۔ ہر ایک کے سر پر۔ چوبیس (۲۴) کلگیاں[65] تھیں۔ ہر ایک کی موٹائی پانچ سال کی مُسافت تھی۔ اُن کا وظیفہ یہ تھا:

لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ العَلِيِّ العَظِيمُ

انتباہ دورِ حاضرہ میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات ماننے میں کم ظرفی کا ثبوت ہے آپ سے ذاتِ حق نہ چھپی تو باقی کو نہ ماننے کا کیا معنیٰ؟ ہم ذیل میں صرف چند حوالوں پر اِکتفا کرتے ہیں۔ تفصیل فقیر کے رسالہ " دیدارِ الٰہی" میں ہے۔

---

(64) قصة المعراج للعلامة نجم الدين الغيطي مع حاشية أبي البركات سيدي أحمد الدردير، رقم الصفحة 37، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، 2015م.

(65) (طرّہ جو بطور آرائش پگڑی، ٹوپی یا تاج میں لگاتے ہیں)

1۔: اِمام قسطلانی نے مواھب شریف میں لکھاہے: ولما انتھی إلی العرش تمسك العرش بأذياله[66]

رَفرَف نیچے اُتر آئی حتیٰ کہ آپ اُس میں بیٹھ گئے پھر حضور علیہ والسلام اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے اور اَقرب(سب سے قریبی) درجہ سے شرف پایا۔ [67] (سیرت حلبیہ، ج۱،ص۱۴۴)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود که من تنہا رواں شدم .که وحجابها قطع ے کردم تا هفتاد ہزار حجاب بگذشتم که ہر حجابِے پانچصد ساله راه بود وما بین ہر دو حجاب پانچصد ساله راه ودیگر رو ایتے انست تاآنجا که بُراق مرکب بود چوں ایں جا رسیّد بُراق بماند و انگاه رَفْرَف سبزے ظاہرشدکه ضیائے وۓ برضائے آفتاب غالب آمد (معارج،ج۳،ص ۱۵۲)

ترجمہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اکیلا روانہ ہوا اور بہت حجاب طے کئے یہاں تک کہ ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) حجابوں سے گزر ہوا۔ کہ ہر ایک حجاب کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ تھی۔ اور دونوں حجابوں کے فاصلہ پانچ سو برس کی راہ تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی سواری بُراق یہاں پہنچ کر تھک گیا۔ اُس وقت سبز رنگ کا رَفرَف ظاہر ہوا۔ جس کی روشنی سورج کوماند کرتی تھی۔ آپ اُس رَفرَف پر سوار ہوئے۔ اور چلتے رہے۔ حتّٰی کہ عرش کے پایہ تک پہنچ گئے۔ اُس کے بعد بہت سے حجابات آئے۔ ازاں جملہ اُن میں سے ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) حجاب سونے کے تھے، ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) چاندی کے، ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) مَروارید کے، ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) پانی کے، ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) خاک کے ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) حجاب آگ کے، ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) حجاب ہوا کے تھے کہ ہر حجاب کی موٹائی ایک ہزار (۱۰۰۰) سال کی راہ تھی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ رَفرَف اُن حجابوں سے گزرتی ہوئی پردہ وار اُن عرش تک لے گئی۔ وہاں ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) پردہ دیکھے۔ ہر پردہ کی ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) زنجیر تھی اور ہر زنجیر کو ستّر ستّر ہزار فرشتوں نے گردن پر اٹھار کھا تھا۔ (اللدنیہ ج ۲، ص ۳۴)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر پہنچے تو عرشِ الٰہی کو آپ کے دامن سے وابستگی تھی۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مررت ليلة أسرى بي برجل مغيب في نور العرش.[68] (زرقانی. ج۔۶،ص۱۰۶)

ترجمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ معراج کی رات میں ایک ایسے شخص پر گزرا جو عرش کے نور میں غائب تھا۔

اور سنیئے:

حيث كان العرش أعلىٰ مقام ينتهي إليه من أسري به من الرسل عليهم الصلوة والسلام قال وهذا يدل على أنّ الإسراء كان بجسمه صلى الله عليه وسلم[69] (اليواقيت والجواهر. ج.۲،ص۳۷)

ترجمہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے اِستواء بر عرش کو اپنی تعریف کا سبب بنایا۔ اِس طرح اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بلند کرکے اُن کی عظمت کا اظہار فرمایا، کیونکہ عرش وہ برتر مقام ہے، جہاں معراج کرنے والے تمام نبیوں کی سَیر ختم ہو جاتی ہے۔ اِس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی معراجِ جسمانی تھی اِس لیے کہ معراج ہی سے عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

---

(66)المواهب اللدنية بالمنح المحمدية, المقصد الخامس الإسراء والمعراج, 491/2, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

(67)السيرة الحلبية, باب ذكر الإسراء والمعراج وفرض الصلوات الخمس, 566/1, منشورات محمد علي بيضون. 2002م

(68)شرح الزرقاني على المواهب اللدنية, المقصد الخامس في تخصيصه عليه الصلاة والسلام بخصائص المعراج والإسراء, 223/8, دار الكتب العلمية ۲ م.

(69)اليواقيت والجواهر, المبحث الرابع والثلاثون, 370/2, دار إحياء التراث العربي بيروت.

قال الشيخ أبو الحسن الرفاعي صعدت في الفوقانيات إلى سبع مائة ألف عرش فقيل لي ارجع لا وصول لك إلى العرش الذي عرج به محمد صلى الله عليه وسلم[70] (بز اس ص ۴۷۴)

ترجمہ﴾ حضرت ابوالحسن رِفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں (حالت مراقبہ میں روحانی طور پر) عالمِ بالا میں چڑھتا رہا حتی کہ سات لاکھ (۷۰۰۰۰۰) عرش سے گزر گیا۔ پھر مجھے کہا گیا۔ آپ واپس چلے جاؤ۔ کیونکہ جس عرش پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی وہاں تو نہیں پہنچ سکتا۔

نوٹ﴾ یہ عالمِ بالا میں روح کی پرواز ہے، ہاں عالمِ اَرواح کی پرواز نہ صرف ممکن بلکہ واقع ہے جیسا کہ سیّدنا غَوثِ اَعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں تفریح الخاطر میں ہے کہ

لما عرج بجدي صلى الله عليه وسلم ليلة المرصاد وبلغ سدرة المنتهى بقي جبريل الأمين عليه السلام متخلفا وقال يا محمد لو دنوت أنملة لاحترقت فأرسل الله تعالى روحي إليه في ذلك المقام لاستفادتي من سيد الأنام عليه وعلى آله الصلاة والسلام فتشرفت به واستحصلت على النعمة العظمى والوراثة والخلافة الكبرى وحضرت وأوجدت بمنزلة البُراق حتى ركب علي جدي رسول الله صلى الله عليه وسلم وعناني بيده حتى وصل فكان قاب قوسين أو أدنى وقال لي يا ولدي وحدقة عيني قدمي هذه على رقبتك وقدماك على رقاب كل أولياء الله تعالى.[71] (تفريح الخاطر في ترجمة شيخ عبد القادر)

ترجمہ﴾ جب میرے جدامجد حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی اور سِدرۃ المُنتہٰی پر پہنچے تو جبرئیل امین علیہ السلام پیچھے رہ گئے اور عرض کی: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُس جگہ میری روح کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بھیجا تو میں نے زیارت کی اور نعمتِ عُظمیٰ اور وراثت وخلافتِ کبری سے بہرہ اندوز ہوا۔ میں حاضر ہوا تو مجھے بُراق کی جگہ کھڑا کیا گیا اور میرے نانا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری لگام اپنے ہاتھ میں پکڑ کر سوار ہوئے حتی کہ مقام قابَ قَوسَین اواَدنیٰ پر جا پہنچے اور مجھے ارشاد فرمایا: میرے یہ قدم تیری گردن پر ہیں اور تیرے قدم تمام اَولیاء اللہ کی گردن پر۔

فائدہ﴾ اِمام اہلسنّت قُدّس سِرّہٗ ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ حدیثِ مرفوع مَروی کُتُب مشہور آئمّہ محدّثین سے ثابت کہ حضور سیّدنا غَوثِ اَعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے تمام مُریدین واصحاب وغلامان بارگاہِ آسمان قِباب (آسمان کے گنبد) کے شب اَسری اپنے مہربان باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس کے ہمراہ بیت المَعمور میں گئے۔ وہاں حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیچھے نماز پڑھی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ باہر تشریف لائے والحمدللہ رب العالمین اب ناظر غیر وَسیع النظر (تنگ نظر شخص) مُتعَجّبانہ (حیرت کے انداز میں) پوچھے گا کہ یہ کیونکر! ہاں ہم سے سنے **واللہ الموفق۔**

اِبنِ جریر واِبنِ اَبی حاتم وبزار وابویعلیٰ واِبنِ مردویہ وبیہقی و اِبنِ عساکر حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثِ طویل معراج میں راوی حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

(70) القواعد الكشفية الموضحة لمعاني الصفات الإلهية, أقوال المتصوفة في دفع شبهة الجهة في جناب الحق, رقم الصفحة 133, دار الكتب العلمية, 2006.

(71) تفريح الخاطر في ترجمة الشيخ عبد القادر, المنقبة الأولى, رقم الصفحه 8.

ثُمَّ صَعِدتُ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَإِذَا أَنَا بِأَبِينَا إِبْرَاهِيمَ خليل الرحمن ساندا ظَهرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ (فذكر الحديث الى ان قال) كَأَحسَنِ الرِّجَالِ، قُلْتُ: يَا جِبرِيلُ! مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ الرحمن، وهو نَفَرٌ مِنْ قَوْمِهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ، وَإِذَا بِأُمَّتِي شَطْرَيْنِ: شَطْرٌ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ بِيضٌ كَأَنَّهَا الْقَرَاطِيسُ، وَشَطْرٌ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ رُمْدٌ. قَالَ: فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ، وَدَخَلَ مَعِيَ الَّذِينَ عَلَيْهِمُ الثِّيَابُ الْبِيضُ وَحُجِبَ الْآخَرُونَ الَّذِينَ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ رُمْدٌ، وَهُمْ عَلَى خَيْرٍ، فَصَلَّيْتُ أَنَا وَمَنْ مَعِي فِي الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ، ثُمَّ خَرَجْتُ أَنَا وَمَنْ مَعِي[72]

ترجمہ﴾ پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا۔ ناگاہ (اچانک) وہاں ابراہیم علیہ السلام ملے کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرماہیں اور ناگاہ اپنی اُمّت دو قسم پر پائی ایک قسم کے سپید (سفید) کپڑے ہیں کاغذ کی طرح۔ دوسری قسم کا خاکستری (مٹیالا) لباس- میں بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ سپید پوش بھی گئے میلے کپڑے والے روکے گئے۔ مگر ہیں وہ بھی خیر وخوبی پر۔ پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی۔ پھر میں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔ ظاہر ہے کہ جب ساری اُمّت مرحومہ بفضلِہٖ عزوجل شرف باریاب سے مُشرَّف ہوئی۔ یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی تو حضور غوث الوریٰ اور حضور کے منتسبین باصفا تو بلا شبہ ان اجلی پوشاک والوں میں جنہوں نے حضور رحمت عالم ﷺ کے ساتھ بیت المعمور میں جاکر نماز پڑھی والحمد للہ رب العالمین۔[73] مزید تفصیل فقیر کی کتاب "عالم اَرواح اور غوثِ اَعظم" کا مطالعہ کیجئے۔

عجوبہ﴾ عالَمِ اَرواح میں حضور غوثِ اَعظم رضی اللہ عنہ کے حالات عجیب وغریب رہے۔

شَبِ معراج ایک سبز مرغ﴾ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سِدرۃ المُنتہٰی کے مُتَّصل ایک بار گاہِ انوار آراستہ وپیراستہ (سجی سجائی) دیکھی۔ اُس میں دو سبز و سپید نہایت خوش پیکر (چہرے) دیکھے سفید تو بجائے خود مُتَمَکّن ہے اور سبز دَمبدم (لمحہ لمحہ) پرواز کرتا ہے اور عرش بریں پر پرواز کر جاتا ہے اور پھر پلٹ کر اپنے مقام پر آجاتا ہے میں نے بار گاہ لایزال سے اُن کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ سپید مرغ بایزید بسطامی اور مرغ سبز سیّد عبد القادر ہیں۔ دونوں آپ کی اُمّت میں سے ہیں۔ سیّد عبد القادر آپ کی اولاد سے ہوں گے ۔ (میلاد نامہ شیخ برحق از قیامت نامہ (تصنیف بحر العلوم لکھنوی) ص۲۷ تا ۲۸)

پروازِ غَوثِ اَعظم﴾ کا پرواز (اس روحانی سفر میں) اُن قضاؤ قدر جُملہ اَرواح اَنبیاء اَولیاء وعوام کو بارگاہِ حق میں لائے۔ اُن میں تین صفیں مُرتَّب کیں:

1) اَرواحِ انبیاء

2) اَرواحِ اولیاء

3) اَرواحِ جُملہ عوام

---

(72) دلائل النبوۃ للبیهقي، جماع أبواب المبعث، باب الدليل على أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم عرج به إلى السماء فرأى جبريل عليه الخ، 393/2، دار الكتب العلمية، دار الريان للتراث، الطبعة: الأولى 1408 ھ 1988 م)

(تاريخ دمشق لابن عساكر، السيرة النبوية، باب ذكر عروجه إلى السماء واجتماعه بجماعة من الأنبياء، 513/3، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1415 ھ 1995 م)

(73) فتاوی رضویہ، رسالہ فتاوی کرامات غوث اعظم، 424/28، 425، رضا فاؤنڈیشن.

اُس وقت غَوثِ اَعظم کی روح پرواز کرکے صفِ اوّل میں بار بار شامل ہوئی جسے ملائکہ کرام بار بار صف اَولیاء میں لاتے لیکن روحِ غَوثِ اَعظم قرار نہ پاتی ملائکہ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حُضور اِستغاثہ کیا(فریاد کی) حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روحِ غَوثِ اَعظم سے فرمایا: آج آپ صفِ اَولیاء میں ٹھہریئے کل قیامت میں آپ کو مقامِ محمود کے پہلو میں جگہ دی جائے گی۔ اِس پر نہایت مُسرّت سے صفِ اَولیاء میں رونق اَفروز ہوئے مزید کمالات ومناقب فقیر کی کتاب " غَوثِ اَعظم کا ہر ولی پر قدم" میں ملاحظہ کریں۔

نوٹ﴾ یادرہے کہ عالمِ اَرواح حق ہے اُس کے اَحوال بھی حق ہیں۔ لیکن یہ وہ جانیں جنہیں اِس عالم سے وابستگی ہے۔ اہلسنّت کو اُس عالم پر بھی یقین ہے۔ اور اُس کے اَحوال پر بھی اُس کی تحقیق فقیر کی تفسیر" فیوض الرحمان "پ ۹ میں ملاحظہ ہو۔

سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ عرش میں﴾

تفريح الخاطر میں ہے کہ

و في كتاب رفيق الطلاب لأجل العارفين الشيخ محمد الجشتي نقلاً عن شيخ الشيوخ قال قال النبي صلى الله عليه وسلم أنى رأيت رجالا من أمتى في ليلة المعراج أرانيهم اللّٰه تعالىٰ في مقامي والمقام المحمود وهو الذي لا يشاركه فيه غيره عليه الصلوة والسلام من الأنبياء والرسل وأولياء أمته انتهى وقال الشيخ نظام الدين الكنجوي كان النبى عليه السلام راكبا على البُراق وغاشيته على كتفي انتهى وقال عمدة المحدثين الإمام نجم الدين الغيطي في كتاب المعراج ثم رفع إلى سدرة المنتهى فغشيته سحابة فيها من كل لون فتأخر جبريل عليه السلام ثم عرج به لمستوى سمع فيه صريف الأقدام ورأى رجلاً مغيباً في نور العرش فقال من هذا أملك؟ قيل لا قال أنبي؟ قيل لا هذا رجل كان في الدنيا لسانه رطب من ذكر الله وقلبه متعلق بالمساجد ولم يستسب لوالديه قط فرأى ربه فخر النبي صلى الله عليه وسلم ساجدا وكلمه ربه عند ذٰلك فقال له يا محمد قال لبيك يا رب قال سل تعط إلخ واعلم أن اويسا القرني رضى الله تعالى عنه كان نائماً في مقعد الصدق ولم يكن له نصيب في رؤيته صلى الله عليه وسلم وتأخر عن مقام أو أدنى فحصلت النعمة العظمى والرتبة العليا للغوث الأعظم رضى الله عنه ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم فلهذا قال السيد محمد المكي في بحر المعانى أن سلطان الأولياء السيد عبد القادر الكيلاني في مقام المحبوبية له شهرة عظيمة وغيره من المحبوبين ليسوا كذلك فأويس القرنى رضى الله تعالىٰ عنه من المحبوبين المستورين تحت قباب العزة واشتهار محبوبية الغوث الأعظم كاشتهار محبوبية حبيب

اللہ سيّدنا محمد صلى الله عليه وسلم لكونه على قدمه المباركة[74]

ترجمہ﴾ شیخ محمد چشتی نے اپنی کتاب "رفيق الطلاب لاجل العارفين" میں شیخ شُیوخ سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شبِ معراج اپنی اُمّت کے آدمیوں کو دیکھا اللہ تعالی نے اُن کو مقامِ محمود میں مجھے دکھلایا اور مقامِ محمود صرف حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے

(74)تفريح الخاطر في ترجمة الشيخ عبد القادر, المنقبة الأولى, رقم الصفحه 14, 15.

ساتھ ہی خاص ہے اُس میں دوسرے اَنبیاء یا رُسُل یا اَولیاء میں سے کوئی بھی آپ کے ساتھ شریک نہیں اور شیخ نظام الدین گنجوی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بُراق پر سوار تھے اور بُراق کا زِین پوش(زین کے اُوپر ڈالنے کا کپڑا) میرے کندھوں پر تھا۔ اور عُمدۃ المُحدّثین اِمام نجم الدین غیطی "کتاب المعراج" میں لکھتے ہیں: "پھر آپ سِدرۃ المُنتہٰی کی طرف چڑھے تو مختلف رنگوں کے ایک بادل نے آپ کو ڈھانک لیا اور جبرائیل امین وہیں ٹھہر گئے پھر آپ سیدھے چڑھ رہے تھے کہ قلم کے لکھنے کی آواز سنی اور ایک شخص نور کے پردوں میں چُھپا ہوا دیکھا، آپ نے پوچھا کیا یہ فرشتہ ؟ ہے آواز آئی نہیں پھر پوچھا کیا یہ نبی ہے ؟ آواز آئی نہیں بلکہ یہ شخص دنیا میں ذکر اللہ سے رطب اللسانی (شیریں زبان) اور دل مساجد کے ساتھ مُعلّق (اٹکاہوا) تھا اور اُس نے اپنے والدین کو کبھی سُست نہیں کہا (اِسی سبب سے اُسے پروردگار کا دیدار نصیب ہوا۔) پس نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سجدے میں گر گئے اور پروردگار سے ہمکلامی ہوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عرض کی لبّیک، فرمایا مانگ جو مانگے گا دیا جائے گا۔ اور جاننا چاہیئے کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ مقام مقعَدِ صِدق[75] سوئے ہوئے تھے اور حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب نہ ہوئی اِس لئے مقام اَوادنی سے بھی پیچھے رہ گئے اور یہ نعمتِ عُظمٰی اور مرتبۂ عُلیا غَوثِ اَعظم رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔ اِسی لئے سیّد محمد مکی نے "بحر المعانی" میں فرمایا ہے کہ سلطان الاولیا مقام محبوبیت میں شُہرتِ عظیمہ سیّد عبد القادر گیلانی کو جتنی حاصل ہے اِتنی اَوروں (دوسروں) کو نہیں۔ پس اویس قرنی ان محبوبوں میں سے ہیں جو عزّت واحترام کی قُبا میں چھپے ہوئے ہیں[76] اور حضور غَوثِ اَعظم رضی اللہ عنہ کی محبوبیت ایسی ہی مشہور ہے جیسی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کیونکہ غَوثِ اَعظم حضور کے قدموں پر ہیں۔

تبصرہ اویسی وہابیوں نے نہ تو صرف انکار کیا بلکہ کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کیا ضرورت تھی کہ وہ غوث کی مدد سے کامیاب ہوئے۔ یہ اُن کا گستاخانہ اعتراض ہے ورنہ ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کا شبِ معراج پر آسمانوں اور پھر عرش تک جانا اپنے لیے نہیں وہ بھی عَلَوِی مخلوق (ملائکہ) کو زیارت کرانے تشریف لے گئے، اِسی لئے جہاں جہاں سے گزر ہوا عَلَوِی مخلوق (ملائکہ) کو معراج ہوئی۔ ایسے ہی آپ کو نہ بُراق کی محتاجی تھی نہ غوث عظم کی بلکہ غَوثِ اَعظم نے کندھا پیش کیا تو یہ اُن کی اپنی سَعادت تھی۔

عرش پر نَعلَین بعض لوگ یہ عُنوان سُن کر گھبرا جاتے ہیں باوجودیکہ وہ خود کو اَہلِ علم سمجھتے ہیں۔ لیکن اکثر ایسے لوگوں سے انکار سنا گیا جو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم یا اُنہیں اُس دولت کی خامی ہے ورنہ بخاری شریف و دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بَہشت (جنت) میں جوتے سمیت دیکھا گیا۔ بظاہر تو یہ بھی تعجّب خیز بات ہے لیکن اَہلِ عشق کے نزدیک معمولی اَمر ہے۔ اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر نسبت بلکہ نسبت در نسبت محبوب و مَرغوب ہے۔ مثلاً سورۃ العادیات میں قسمیں اللہ تعالیٰ نے یاد فرمائی ہیں تو یہ تمام مُقسَم بِہا (جس کی قسم کھائی گئی) وہ اشیاء ہیں جو منسوب در منسوب ہیں۔ اِس معنٰی پر سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی نَعلَین کی قدر و منزلت سمجھ لیجئے۔ پھر یہ سمجھئے کہ جس کے ایک مسجد کے مؤذن کی یہ قدر و منزلت ہے اُس آقا ذیشان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر و منزلت کیا ہوگی۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی معراج تین حیثیات پر مشتمل ہے۔

علاوہ ازیں

---

(75) (مقام قدس جہاں عیش و نشاط و سرور کے سوا کچھ نہیں)

(76) آپ عالم بطون کے غوث اعظم ہیں اسی لئے ان کے لیے احکام ہی دیگر ہیں۔

1. حَقّی

2. مَلَکی

3. بَشَرِی

بَشَرِیَّت کی معراج بَشَرِیَّت کے لَوازِمات (اسباب) کے ساتھ تو مَلَکی معراج مَلَکیت حیثیت سے اور حقی معراج حقی حیثیت سے۔

ہم یہ بھی کہتے ہیں حضور علیہ السلام کی خَلقت نور سے اور بَشَرِیَّت ایک لباس ہے۔ اللہ تعالی قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حِکمت کے مطابق بَشَری اَحوال کو نُورانیّت پر غالب کر دے اور جب چاہے نورانیّت کو اَحوالِ بشریہ پر غالب کر دے۔ (بَشَرِیَّت نہ ہوتی تو "شق صدر میں) تو وہاں نورانیّت غالب تھی اور نورانیّت نہ ہوتی تو آلہ بھی درکار ہوتا۔ اور خون بھی ضرور بہتا۔

جب کبھی خون بہا (جیسے غزوہ احد میں) تو وہاں اَحوالِ بشریہ کا غلبہ تھا اور جب خون نہ بہا (جیسے لیلۃ المعراج شق صدر میں) تو وہاں نورانیت غالب تھی۔

جسمانی معراج کا بھی یہی حال ہے کہ تینوں میں سے کوئی ایک ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہوتی لیکن بَشَرِیَّت کا ظُہور کہیں نورانیت کا اور کہیں حقیقتِ محمدیہ کا یعنی سورۃِ حَقّیہ کا۔

آسان شد

مذکورہ بالا دلائل سے مسئلہ اور واضح ہو گیا کہ عَرشِ مُعَلّیٰ کی معراج صورۃِ مَلَکی سے تھی اور صورۃِ مَلَکی کی نَعلَین اُسی صورت سے ہو گی اور صورت بَشَری کے لائق نَعلَین کا اور معاملہ ہے اور صورۃِ مَلَکی اور اب اِشکال (اعتراض) کیسا؟

باوجود اِیں ہَمہ (ان سب باتوں کے باوجود) ہمارے اکابر و اَسلاف صالحین رحمہم اللہ نَعلَین سے عرش پہ جانے کی تصریح (وضاحت) فرماتے ہیں۔

چند حوالہ جات حاضر ہیں

1: جب سرورِ کونین و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش بریں پہ پہنچے تو جنابِ اِلٰہی سے خطاب آیا کہ "اے میرے حبیب آگے چلے آؤ۔" تب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نَعلَین مبارک اُتارنی چاہی تو عرشِ مجید لرزہ (جنبش / حرکت) میں آیا۔ اور آواز آئی کہ آیئے میرے حبیب! اور نَعلَین مبارک پہنے ہوئے عرش پر قدم رکھئے تا کہ آپ کے قدم کی دولت سے میرا عرش قرار پائے۔ حضور علیہ السلام نے عرض کی: یا الٰہی! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا:

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (طٰہٰ: ۱۲)

ترجمہ پس اپنے جوتے اُتار دو اِس لئے کہ تحقیق آپ اُس مُقدّس وادی میں ہیں جس کا نام طُویٰ ہے۔

جب تیرا عرش کوہِ طور سے کئی درجے افضل ہے میں کس طرح بمع نَعلَین عرش پر چلا آؤں، تب حکم ہوا کہ اے میرے حبیب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نَعلَین اتارنے کا اِس لیے حکم ہوا تھا کہ طورِ سینا کی خاک اُس کے قدموں کو لگے اور موسیٰ علیہ السلام کی شان بلند ہو۔ اور آپ کو بمع نَعلَین عرش پر آنے کا حکم اِس لیے ہوا ہے تا کہ آپ کی نَعلَین کی خاک عرش کو لگے اور عرش کی عظمت زیادہ ہو۔ [77] (قصص الانبیاء، ص ۲۸۷)

---

(77) روح البیان. طہ: 12، 370/5، دار الفکر بیروت

اِمام الصوفیہ حضرت شیخ سعدی قُدّس سرہ نے فرمایا کہ عرش است کمین پایه ز ایوان محمد

ترجمہ﴾ عرش حضور کے ایوانِ نبوّت کا ایک ادنی پایہ ہے۔

ف﴾ جس کے ایوانِ نبوّت کا عرش ایک ادنیٰ پایہ ہو وہ اگر نَعلَین پاک سے اُس پایہ کو مُشرّف فرمائیں تو کیا بعید ہے۔

کسی شاعر نے کہا :

نَعلَین پائے اوربر عرش گوناه کن جاہل که درنیاید معنی استواء را

ترجمہ﴾ آپ کی نَعلَین پاک عرش پر ہے اُسے دیکھ لیکن جاہل کو اِستواء علیٰ العرش کا معنی سمجھ نہیں آیا۔

کسی اور دوسرے شاعر نے کہا:

جب قریب عرش پہنچے شافع روز جزا دل میں خیال آیا ہو نَعلَین پاؤں سے جدا
پھر ندا آئی بھلا کیا قصد ہے یہ آپ کا کیوں جھجکتے ہو بمع نَعلَین آؤ مصطفےٰ
عرض کی محبوب نے اسے خالق جن و بشر کیا سبب تھا طور پہ جب تو ہوا تھا جلوہ گر
حکم موسیٰ کو ہوا نَعلَین پا نہ طور پر حکم مجھ کو یہ ہوا یا نَعلَین آؤ ادھر
پھر ندا آئی ذرا اس بات پر بھی غور ہو تم کہاں موسی کہاں وہ اور تھے تم اور ہو
تیرے صدقے عرش پیدا تم ہمارے نور ہو بات تو یہ ہے کہ تم خود چراغ نو رہو

3۔ نَعلَین بپا عرش پر جلوہ گر ہونے کی یہ روایت کہ آپ نے نَعلَین اُتارنی چاہی اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نَعلَین نہ اُتاریئے۔ عُلماءِ سلف میں سے اِمام ابن ابی جمرہ اُس کے قائل ہیں۔ (جواھر البحار میں فضائل النبي المختار صلی اللہ علیہ و سلم)

4۔ دوسری روایت یہ ہے کہ آپ ﷺ کو نَعلَین اُتارنے کا حکم نہ ہوا جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نَعلَین اُتارنے کا حکم ہوا۔ جیسا کہ علاّمہ نبہانی کی رباعی ہے:

على رأس هذا الكون نعل محمد علت فجميع الخلق تحت ظلاله

لدى الطور موسى نودي أضلع واحمد على العرش لم يؤذن بخلع نعاله[(78)]

ترجمہ﴾ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نَعلَین مبارک کی یہ شان ہے کہ جب آپ معراج پر گئے تو نَعلَین مبارک سب کائنات کے اُوپر تھی۔ اور تمام مخلوق اُس نَعلَین مبارک کے سایہ کے نیچے تھی۔ اور کوہِ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا ہوئی کہ آپ نَعلَین پاک اُتار دیجیے اور حضرت احمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عرش پر نَعلَین مبارک اُتارنے کا اِذن (حکم) نہ ملا۔

5 : قال بعض أكابر الصوفية مجيباً عن ذلك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما خاطبه الله تعالى عرق العظيم الهيبة

(78)جواهر البحار في فضائل النبي المختار, 501/3, دار الكتب العلمية بيروت لبنان ٢ م.

حتی تنازل الجزء البشري من جسده الشریف حتی صار کالنعلین في رجلیه فھم رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم أن یخلعھما فناداہ اللہ تعالی لا تخلع إلی آخرہ وذلك لأنه لو خلعھما صار نورا روحانیاً لا ینزل إلی الارض واللہ سبحانه وتعالی إنما أراد نزوله لیدعو لتوحیدہ فافھم فان ھذا من الأسرار الخفیة التي ما اطلع علیھا إلا الخواص من الأولیاء رضی اللہ عنھم اجمعین[79] (جواھر البحار في فضائل النبي المختار صلی اللہ علیه وسلم، ص۱۲۱۴)

ترجمه﴾(اِس کا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ) بعض اکابر صوفیاء نے اِس بات کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے: اُن سے پوچھا گیا کہ اِس مسئلہ کی تحقیق کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نَعلَین مبارک اتارنی چاہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نَعلَین کو نہ آتاریئے؟ تو اُس بزرگ نے اِس روایت کی یہ تاویل بتائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے مخاطب فرمایا تو آپ کو عظمت ہیبت کی وجہ سے پسینہ آ گیا۔ حتیٰ کہ آپ کی بَشری جزء آپ کے جسمِ اقدس پر سے اُتری یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں میں نَعلَین تر ہو گئی۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُتارنے کا قصد(ارادہ) فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ آپ جوتا نہ اُتاریئے اور یہ حکم اِس لیے ہوا کہ اگر آپ اُس کو اتار دیتے تو آپ محض روحانی نور رہ جاتے اور زمین پر نہ اُترتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ آپ زمین پر نازل ہوں تاکہ آپ خدا کی توحید کی دعوت دیں۔ پس۔۔۔۔۔اِس مسئلہ کو سمجھ کیونکہ یہ ایک پوشیدہ بھید(راز) ہے جس پر سوائے خاص اَولیاء کے کسی کو اِطلاع(خبر) نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اُن تمام اَولیاء سے راضی ہو۔

حضرت علّامہ اسماعیل حقی حنفی قُدِّسَ سِرّہٗ نے **تفسیر روح البیان** پارہ ۱۶ کے تحتِ آیۃ **فاخلع نعليك** میں لکھتے ہیں کہ

وقیل للحبیب تقدم علی بساط العرش بنعلیك لیتشرف العرش بغبار تعال قدمیك ویصل نور العرش یا سید الکونین إلیك[80]

ترجمه﴾ محبوب (علیہ السلام) کو کہا گیا کہ آپ عرش کی بساط پر اپنے نَعلَین مبارک سمیت آیئے تاکہ عرش آپ کے جوڑے مبارک کے غُبار سے مُشرَّف ہو کر عزّت پائے اور بلاواسطہ عرش کا نور آپ تک پہنچ سکے۔

اُس کے بعد یہی اِمام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مقامِ محمدی مقامِ موسوی سے اَز بَس(بہت) بلند ہے۔ اِسی لئے بادشاہوں کے دربار کے آداب کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کو نَعلَین اُتارنے کا حکم ہوا۔ اِس لئے کہ بادشاہوں کے دربار میں غلام پابرہنہ(ننگے پاؤں) حاضر ہوتے ہیں۔ اُس کے برعکس حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نَعلَین اُتارنے کے بجائے عرش پر جوڑے سمیت تشریف لے گئے۔[81]

بلال رضی اللہ عنہ بہِشت میں جوتے سمیت﴾حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہِشت (جنت) میں جوتے سمیت موجود ہونا بتاتا ہے کہ غلام اگر بہِشت کو جوتے سمیت جاسکتے ہیں تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم بطریقِ اَولیٰ جوڑے سمیت عَرشِ مُعلّٰی پہ جاسکتے ہیں، بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جوڑے کی تصریح عَرشِ مُعلّٰی پہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوڑے سمیت تشریف لے جانے کی طرف اِشارہ کرتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

عقلی دلیل﴾ آپ کی نسبت کی قدر و منزلت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا جوڑے سمیت عَرشِ مُعلّٰی پہ تشریف لے جانا بَعید اَز قِیاس نہیں۔

---

(79)جواھر البحار في فضائل النبي المختار, 500/3, دار الکتب العلمیة بیروت لبنان ۲ م.

(80)روح البیان, سورۃ طه, الآیة, 370/5, دار الفکر بیروت.

(81)روح البیان مفھوما, سورۃ طه, الآیة, 370/5, دار الفکر بیروت.

اعلیٰحضرت اِمام احمد رضا رضی اللہ عنہ اور روایت نَعلَین بپا بر عرش کا انکار۞ اعلیٰحضرت اِمام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے نَعلَین مبارک سمیت عرش پہ جانے کا انکار نہیں فرمایا بلکہ روایت کو بے سند بتایا ہے۔ روایت کو بے سند کہنا نفس مسئلہ سے کب بے سند انکار لازم آتا ہے۔

دیدارِ الٰہی۞ ہم کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے خداوند تعالیٰ کو بیداری میں سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ جو لوگ شَبِ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور ہمکلامی سے انکار کرتے ہیں اُن کو اُس مبارک سَیر کا معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت کرنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا آسمان کا زمین پر لانا۔ سیّد الوُجود صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیر مبارک کے متعلق اگرچہ ضِمنی طور پر بہت سی کتابوں میں ذکر موجود ہے۔ مثلاً الشفاء للقاضی عیاض رضی اللہ عنہ اور مواهب اللدنیه سیدی القطب القسطلانی اور بعض ائمّہ کرام نے اِس موضوع پر مستقل (علیحدہ) کتابیں تحریر فرمائی ہیں اُن میں سے ایک حافظ محمد بن یوسف الدمشقی ہیں جو کہ سیّدی جلال المِلّت والدین السیوطی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور اُن کی کتاب کا نام الآیات العظیمة الباهره فی معراج سیّد اهل الدنیا والآخرة ہے اور اِمام الشیخ علی الاجهوری مالکی رضی اللہ عنہ ہیں جن کی کتاب کا نام النور الوهاج فی الکلام علی الاِسراء والمعراج ہے اور تیسرے سیّدی علّامہ نجم الدین غیطی ہیں اُن کی کتاب کا نام المعراج الکبیر ہے لیکن مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج النبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم پر جیسی سیر حاصل بحث اور تحقیق سیّدی علّامہ عبدالباقی شارح مواهب اللدنیه نے اپنی شرح زرقانی علی المواهب میں کی ہے اُس سے زائد کسی کتاب میں نہیں مل سکتی۔ زرقانی، جلد6، ص 1 سے معراج شریف کا آغاز فرمایا ہے اور ۱۵۶ صفحات نذر قلم کئے ہیں۔

فقیر اُن کتابوں ودیگر مُحقّقّین کی تصانیف ودیگر مُحقّقّین کی تصانیف سے اِثبات دیدارِ الٰہی میں چند اِثبات پیش کرتا ہے:۔

سیّدی ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقال أبو الحسن النوري شاهد الحق القلوب فلم یر قلباً أشوق إلیه من قلب محمد صلی الله علیه وسلم فأکرمه بالمعراج تعجیلا للرؤیة والمکالمة[82] (رساله قشیری، ص ۵)

ترجمہ۞ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے تمام مخلوق کے دلوں میں سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پاک کو اپنا مُشتاق پایا پس آپ کو اپنا دیدار اور ہمکلامی بخشنے میں عُجلت (جلدی) فرمائی۔

2 : سب سے بڑھ کر یہ کہ دیدارِ الٰہی کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ قائل ہیں۔

اِمام قسطلانی نے لکھا ہے:

عن ابن عباس قال أتعجبون أن تکون الخلة لإبراهیم والکلام لموسی والرؤیة لمحمد صلی الله علیه وسلم[83]

(مواہب لدنیہ، ج ۳، ص ۳۷)

---

(82)الرسالة القشیریة, باب في ذکر مشائخ هذه الطریقة, 24/1, دار المعارف القاهرة.

(83) المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة ملتقطا, المقصد الخامس الإسراء والمعراج, 498/2, المکتبة التوفیقیة القاهرة مصر.

ترجمہ﴾ حضرت اِبنِ عباس سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں: کیا تم اِس بات پر تعجب کرتے ہو کہ خُلّت (دوستی) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہو اور کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہو اور دیدار محمد مصطفی احمدِ مُجتبیٰ ﷺ کے لئے ہو۔

3 : حضرت عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابو ذر سے کہا: کاش کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے پوچھتا، حضرت ابوذر نے کہا: عن أي شيء تسأله کس چیز کی بابت آپ سے سوال کرتا؟ تو عبد اللہ بن شقیق نے کہا کہ میں آپ سے پوچھتا، کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ حضرت ابوذر نے کہا، میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: "ريت نوراً" میں نے نور دیکھا۔[84] (مسلم شریف)

4: صاحب روح البیان نے کیا خوب فرمایا کہ

ومن المحال أن يدعو كريم كريما الى داره ويضيف حبيب حبيبا في قصره ثم يتستر عنه ولا يريه[85]

(روح البیان، ج ۱، ص ۱۵۴)

ترجمہ﴾ اور یہ بات ناممکن ہے کہ کریم، کریم کو دعوت دے کر بلائے اور دوست اپنے دوست کو اپنے محل میں مہمان بنائے پھر اُس سے چُھپ جائے اور اُس کو اپنا چہرہ نہ دکھائے۔

5 : حضرت شاہ عبد الحق مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ

عجب است كه دران مقام ببرند و درخلوت خاص آرند و با على مطلب و اقصى مسالت كه ديدار است مُشرَّف نه گردانند

(مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۱۷۳)

ترجمہ﴾ تعجب کی بات ہے کہ حضور علیہ السلام کو اُس مقام پر لے جائیں اور خَلوتِ خاص میں لے آئیں اور اعلیٰ مطلب اور عمدہ مسئلہ کہ دیدار ہے اُس سے مُشرَّف نہ کریں۔

صاحبِ روح المعانی فرماتے ہیں:

ثم إن القائلين بالرؤية اختلفوا فمنهم من قال إنه عليه الصلاة والسلام رأى ربه سبحانه بعينه[86]

(روح المعانی، ج ۲۷، ص ۲۴۲)

ترجمہ﴾ پھر دیدار باری تعالیٰ کے قائلین اِس مسئلہ میں مختلف ہیں، بعض کا مذہب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کو اپنی سرِ اقدس کی آنکھ مبارک سے دیکھا: أن الراجح عند أكثر العُلماء إن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى ربه بعيني رأسه ليلة الإسراء[87]

ترجمہ﴾ اکثر عُلماء کے نزدیک یہ بات راجح ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کو معراج کی رات میں اپنے سرِ اقدس کی دونوں آنکھوں سے دیکھا۔

---

(84) صحيح مسلم, كتاب الإيمان, باب في قوله عليه السلام نور أنى أراه وفي قوله رأيت نورا, رقم الحديث 178, 161/1, مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه القاهرة, 1374 هـ 1955 م.

(85) روح البيان, سورة النجم, الآية, 231/9, دار الفكر بيروت.

(86) روح المعاني, سورة النجم, الآية 18, 53/14, دار الفكر بيروت.

(87) المنهاج في شرح صحيح مسلم بن الحجاج, كتاب الإيمان, باب معنى قول الله عز وجل ولقد رآه نزلة أخرى, 5/3, دار إحياء التراث العربي بيروت, الطبعة الثانية, 1392.

دوسری روایات جن سے قلب مبارک سے دیکھنے کا ذکر ملتا ہے، وہ بھی حضرت اِبنِ عباس سے روایت ہیں۔ چنانچہ قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ حدیث شریف حضرت اِبنِ عباس سے مروی ہے:

لم أره بعيني ولكن رأيت بقلبي مرتين وعن ابن عباس قال سئل هل رأيت ربك قال رأيته بفوادي (رواہ ابن جریر ص ۴۷۴)

ترجمہ﴾ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھ سے نہیں دیکھا، لیکن دل سے دو مرتبہ دیکھا ہے۔

اور حضرت اِبنِ عباس سے سے ایک روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے اُس کو اپنے دل سے دیکھا ہے۔ اِس حدیث کو اِبن جریر نے روایت کیا ہے:

ثم المراد برؤية الفؤاد رؤية القلب لا مجرد حصول العلم لأنه صلى الله عليه وسلم كان عالما بالله على الدوام بل مراد من أثبت له أنه رآه بقلبه أن الرؤية التى حصلت له خلقت له فى قلبه كما تخلق الرؤية بالعين لغيره والرؤية لا يشترط لها شىء مخصوص عقلا ولو جرت العادة بخلقها فى العين[88] (مواہب لدنیہ، ج ۳، ص ۳۷)

ترجمہ﴾ اِس سے واضح ہوا کہ رویتِ فواد سے دل کا دیکھنا مراد ہے، نہ یہ کہ صرف علم حاصل ہو گیا۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا علم علی الدَوام حاصل ہے۔ جن لوگوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے رویتِ قلبی ظاہر کی ہے اُن کی مراد یہ ہے کہ جس طرح کسی کی آنکھ میں بینائی پیدا کر دی جاتی ہے۔ اِس طرح حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے قلب مبارک میں بینائی پیدا کر دی گئی ہے (جس سے آپ نے باری تعالیٰ کا مشاہدہ کیا)، اور روایت دیکھنے کے لئے عقلاً کسی خاص جُزوِبدن کا ہونا یا کسی خاص شے کا پایا جانا ضروری نہیں۔ اگرچہ عادتاً بینائی آنکھ میں ہوتی ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ خَرقِ عادت (خلافِ عادت) کے طور پر آنکھ کے علاوہ کسی اور عُضو میں پیدا کر دے تو اُس کو ہر طرح کی قدرت ہے۔

تیسری قسم کی روایات جن سے دونوں طرح کی روایت ثابت ہوتی ہے، یہ ہے:

عن ابن عباس أنه كان يقول إن محمدا صلى الله عليه وسلم رأى ربه مرتين مرة ببصره ومرة بفؤاده رواه الطبراني[89]

(روح المعانی، ج ۲۷، ص ۴۶ و مواہب لدنیہ، ج ۳، ص ۳۷)

ترجمہ﴾ حضرت اِبنِ عباس سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ سر مبارک کی آنکھ سے اور ایک مرتبہ اپنے قلب مبارک کی آنکھ سے۔ اِس حدیث کو اِمام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

صوفیاء کرام کا محبوب قول﴾

صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع وجود سراپا جود سے اللہ تعالیٰ کو مُشاہدہ فرمایا چنانچہ لکھتے ہیں:

---

(88) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية ملتقطا, المقصد الخامس الإسراء والمعراج, 499/2, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

(89) روح المعاني, سورة النجم, الآية, 54/14, دار الفكر بيروت.

المواهب اللدنية بالمنح المحمدية ملتقطا, المقصد الخامس الإسراء والمعراج, 498/2, المكتبة التوفيقية القاهرة مصر.

فرأى الحق بالحق بجميع وجوده لأن وجوده صار بجميعه عيناً من عيون الحق فرأى الحق بجميع العيون وسمع خطابه بجميع الأسماع وعرف الحق بجميع القلوب حتى فنيت عيونه وأسماعه وقلوبه وأرواحه وعقوله في الحق[90]

(عرائس البیان، ج۲،ص ۵۴۷)

ترجمہ﴾ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو فی الحقیقت اپنے تمام وُجود سے دیکھا کیونکہ آپ کا وجود تمام تر ہی آنکھ ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کو جسم کی تمام آنکھوں سے دیکھا اور تمام کانوں سے اُس کا خطاب سنا اور تمام قُلوب سے اُس کو پہچانا۔ حتی کہ آپ کی آنکھیں اور آپ کی روحیں اور آپ کے عُقول (عقلیں) حق تعالیٰ کی ذات کے سامنے فنا ہوگئے۔

حکایت﴾ کسی صوفی بزرگ نے فرمایا کہ تیس (۳۰) سال تک میں عُلماء کرام سے دنی فتدلی کا معنی پوچھتا رہا، تب مجھے مُنکَشِف (واضح) ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبِ معراج میں دائیں بائیں آگے پیچھے، اُوپر نیچے خدا تعالیٰ کو دیکھا۔ پھر حضور علیہ السلام نے اُس مقام پر جُدائی پسن دنہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے حبیب تم میرے رسول ہو میرے بندوں کی طرف پیغام پہنچاؤ گے اگر ہمیشہ اُسی مقام پر رہو گے تو پیغام کون پہنچائے گا۔ واپس جایئے۔ ہاں تو جب اُس کو چاہیں گے تو جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوں گے تو یہ شان عطا کر دوں گا۔ اِسی لئے حضور نے فرمایا: قرة عيني في الصلوة[91] یعنی: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔

آخری گزارش﴾ دیدارِ اِلٰہی "عرشیہ" رسالہ کے موضوع میں شامل نہ تھا، لیکن چونکہ غیر مُقلّد ٹولہ جو عرش پہ تشریف لے جانے کا منکر ہے، دیدارِ اِلٰہی کا اُس سے بہت زیادہ منکر ہے، یہاں مختصر سی بحث لکھ دی گئی ہے تا کہ عاشقِ کمالات مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جی ٹھنڈا ہو۔ تفصیل فقیر کی کتاب "معراج اور دیدارِ اِلٰہی" میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوالات وجوابات

قبل اِس کے کہ فقیر سوالات کی عبارات اور اُن کے جوابات لکھے، ایک قاعدہ ذہن نشین فرمالیجیے وہ یہ کہ حضور علیہ السلام کا عرش پہ تشریف لے جانا عقائد کے اَبواب سے نہیں بلکہ آپ کے فضائل وکمالات کے مسائل سے ہے۔ عقائد و اُصول کے لئے روایاتِ صحیحہ و دلائلِ قویہ ضروری ہیں۔ فضائل و مَناقِب میں یہ ضروری نہیں یہاں اَحادِیث ِ ضعیفہ واشارات روایات بھی کافی ہیں سابق (گزشتہ) دور کا اختلاف مِن حیثُ السند (سند کے اعتبار سے) ہو تا ورنہ اُنہیں حضور علیہ السلام کے کمالات سے انکار نہ تھا۔ مِن حیثُ السند اختلاف تھا لیکن وہ بھی بعض حضرات ورنہ جُمہور کا مذہب وہی تھا جو ہم کہتے ہیں۔

سوال﴾ حضور علیہ السلام کا عرش پہ تشریف لے جانے سوال کا محدثین نے انکار کیا ہے۔ چنانچہ اِمام رضی الدین قزوینی سے جب یہ مسئلہ دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے یہ جواب دیا:

---

(90) عرائس البيان في حقائق القرآن, سورة بني إسرائيل, الآية 1, 347/2, دار الكتب العلمية بيروت لبنان, الطبعة الأولى, 2008م.

(91) مصنف عبد الرزاق, كتاب الصيام, باب المرأة تصلي وليس في رقبتها قلادة وتطيب الرجال, 321/4, الحديث 7939, المكتب الإسلامي, سنة النشر: 1403هـ / 1983م

أما حديث وطء النبي صلى الله عليه وسلم العرش بنعله فليس بصحيح ولا ثابت بل وصوله إلى ذروة العرش لم يثبت في خبر صحيح ولا حسن ولا ثابت أصلا وإنما صح في الأخبار انتهاؤه إلى سدرة المنتهى فحسب وأما إلى ما وراءها فإنما ورد ذلك فى أخبار ضعيفة ومنكرة لا يعرج عليها اھ[92]

ترجمه» نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے نَعلَین مبارک سے عرش کو پامال کرنے والی حدیث صحیح نہیں اور نہ ثابت ہے بلکہ آپ کا عرش کے اُوپر پہنچنا کسی حدیثِ صحیح یا حسن یا ثابت (ثابت شدہ روایت) سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ ہاں اَحادِیث میں آپ کا فقط سِدرۃ المُنتَہٰی تک پہنچنا ثابت ہے اور اُس سے اُوپر تشریف لے جانا صرف اَحادِیث ضعیفہ ومنکرہ میں وارِد ہے کہ جن پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔

ایک اور محدث نے اِمام قزوینی کی تائید کرتے ہوئے یوں لکھا ہے:

ولم يرد في حديث صحيح ولا حسن ولا ضعيف أنه جاوز سدرة المنتهى بل ذكر فيها أنه انتهى الى مستوى سمع فيه صريف الأقلام فقط ومن ذكر أنه جاوز ذلك فعليه البيان وأنى له به ولم يرد في خير ثابت ولا ضعيف أنه رقي العرش وافتراء بعضهم لا يلتفت إليه ولا أعلم خبرا ورد فيه أنه رأى العرش إلا ما رواه ابن أبي الدنيا عن أبي المخارق أنه عليه السلام قال مررت ليلة أسري بي برجل مغيب في نور العرش فقلت من هذا ملك؟ قيل لا قلت نبي؟ قيل لا قلت من هو؟ قيل هذا رجل كان في الدنيا لسانه رطب من ذكر الله ولم يستسب لوالديه قط وهو خبر مُرسَل لا تقوم به الحجة في هذا الباب[93]

(شرح زرقانی علی المواھب اللدنیۃ، جلد نمبر ٦، صفحہ ١٠٦)

ترجمہ» اور کسی حدیث صحیح، حسن یا ضعیف میں وارِد نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سِدرۃ المُنتَہٰی سے آگے تشریف لے گئے۔ بلکہ حدیثوں میں ہے کہ آپ صرف ایسے مقام پر پہنچے کہ جہاں آپ نے فرشتوں کے قلموں کی آواز سنی۔ جو شخص کہتا ہے کہ آپ اُس سے آگے تشریف لے گئے، اِس کا ثبوت اُس کے ذمہ ہے۔ اور ایسا ثبوت اُس کے پاس کہاں ہے کسی حدیثِ ثابت یا ضعیف میں یہ نہیں کہ حضور ﷺ عرش کے اُوپر تشریف لے گئے۔ اور کسی کے اِفترا (جھوٹ) کی طرف اِلتفات (توجہ) نہیں ہو سکتی۔ مجھے کوئی حدیث معلوم نہیں جس میں یہ آیا ہو کہ حضور ﷺ نے عرش کو دیکھا بجز اِس روایت کے جس کو ابن ابی الدنیا (متوفی ۲۸۱ھ) نے ابوالمخارق سے نقل کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ معراج میں میرا گزر ایک شخص پر ہوا جو عرش کے نور میں ڈوبا ہوا تھا۔ میں نے کہا۔ کیا پیغمبر ہے؟ جواب ملا نہیں۔ میں نے کہا۔ پھر کون ہے؟ جواب ملا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس کی زبان دنیا میں ذکر الٰہی سے تازہ رہتی تھی اور اُس نے کبھی اپنے ماں باپ کو گالی نہیں دی۔ اگرچہ یہ حدیثِ مُرسَل ہے جو اِس بارے میں بطورِ حُجّت (دلیل) پیش نہیں۔

جواب نمبر 1: مُحدّثِ مذکور کا یہ کہنا کہ سِدرۃ المُنتَہٰی سے آگے تشریف لے جانے کے بارے میں جواب کوئی حدیث ضعیف بھی وارد نہیں ہوئی درست نہیں کیونکہ اِمام قزوینی جن کی یہ تائید کر رہا ہے وہ بھی قائل ہیں کہ سدرہ سے آگے تشریف لے جانے کے بارے میں اَحادِیثِ ضَعیفہ و مُنکَرہ آئی ہیں۔

جواب نمبر 2: حدیثِ مُرسَل کی حُجّیّت (یعنی قابلِ استدلال ہونے) سے اِنکار کرنا بھی مَحَلّ نظر (جائے اعتراض) ہے کیونکہ اِمام شافعی کے سوا تمام اُس کے حُجّت (دلیل) ہونے کو تسلیم کرتے ہیں۔

---

(92)شرح الزرقاني على المواهب اللدنية, المقصد الخامس في تخصيصه عليه الصلاة والسلام بخصائص المعراج والإسراء, 223/8, دار الكتب العلمية, 2012م.

(93)شرح الزرقاني على المواهب اللدنية, المقصد الخامس في تخصيصه عليه الصلاة والسلام بخصائص المعراج والإسراء, 223/8, دار الكتب العلمية, 2012م.

چنانچہ علّامہ شیخ علی الاجہوری المالکی (متوفی ۱۰۶۶ھ) لکھتے ہیں:

قلت قول القزويني ومن ارتضى كلامه أنه عليه الصلوة والسلام لم يتجاوز سدرة المنتهى ممنوع ويؤيد المنع ما تقدم من أنه عليه الصلوة والسلام بعد انتهائه إلى سدرة المنتهى غشيته سحابة وارتفعت به ودعوى أن الحديث المُرسَل لا تقوم به الحجة فى هذا الباب فيه نظر فإن إطلاق الأصوليين على احتجاج الأمة ما عدا الشافعي بالحديث المُرسَل يشمل هذا وغيره[94] (جواہر البحار للنبہانی، ص ۱۲ تا ۱۴)

ترجمہ﴾ میں کہتا ہوں کہ اِمام قزوینی اور اُس کے مؤیّد کا یہ قول کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام سدرۃ المنتہٰی سے آگے تشریف نہیں لے گئے مَمنوع ہے۔ اور منع کی تائید کرتی ہے۔ وہ روایت جو پہلے آچکی کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام سدرۃ المنتہٰی پہنچنے کے بعد ایک بادل نے ڈھانپ لیا اور آپ کو اُوپر اٹھالیا۔

جواب﴾ یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ حدیثِ مُرسَل کے اِس باب میں حُجّت نہیں۔ کیونکہ اُصولیوں کا یہ اطلاق کہ اِمام شافعی کے سوا سب اُمّت حدیثِ مُرسَل کے ساتھ حُجّت پکڑتی ہے۔ اِس مُرسَل اور دوسری مُرسَل حدیثوں کو شامل ہے۔ علّامہ اجہوری نے منع کی تائید میں جس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے، وہ اِبنِ ابی حاتم نے بروایتِ انس نقل کی ہے اور اُس میں یہ الفاظ ہیں:

حتى انتهى إلى الشجرة فغشيتني سحابة فيها من كل لون فرفضني برئيل[95] (خصائص کبریٰ للسیوطی، ص ۵۵ ج ۱)

ترجمہ﴾ حضرت جبرئیل سِدرۃ المُنتہٰی تک پہنچے۔ پس مجھ کو ایک بادل نے ڈھانپ لیا۔ جس میں ہر طرح کے رنگ تھے۔ پس حضرت جبریل علیہ السلام نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔

فائدہ﴾ اِبنِ جریر و بیہقی وابن منذر وابن ابی حاتم نے بطریق ابوہارون العبدی جو حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہے، اُس میں ہے:

ثم اني رفعت إلى سدرة المنتهى فتغشاني فكان بيني وبينه قاب قوسين أو أدنى[96] (ص ۱۲۹، ج ۱)

ترجمہ﴾ پھر میں سِدرۃ المُنتہٰی تک اُٹھایا گیا۔ پس مجھ کو ڈھانپ لیا۔ پس میرے اور اللہ کے درمیان ایک کمان کی مقدار یا اُس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔

برداشت از طبیعت امکان قدم که آں اسرے بعیده است من المسجد الحرام
تا عرصه و جوب که اقتصائے عالم است کانجانه جاست نے جهت و نے نشان که نام
سرے است بی شگرف در اینجا بیچ باں از آشنائے عالم جاں پرس ازیں مقام

قِدم نے حُدوث کو اُس کی طبیعت سے اُوپر اٹھالیا۔

دلیل﴾ اسرى بعبده الخ ہے۔

وُجوب کے میدان تک جو کہ عالمِ حُدوث کی اِنتہا ہے وہ ایسی جگہ ہے جہاں نہ جِہت نہ نشان نہ نام۔ یہ ایک راز ہے بہت عجیب اُس سے گردن نہ پھیر۔ آشنائے عالم (دنیا یا کائنات کے واقف کار) سے اُس مقام کے متعلق سوال کر یعنی حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

---

(94) جواهر البحار في فضائل النبي المختار, 500/3, 501, دار الكتب العلمية بيروت لبنان, 2010م.
(95) الخصائص الكبرى للسيوطي, ذكر المعجزات والخصائص في خلقه الشريف صلى الله عليه وسلم, حديث أنس رضي الله عنه, 257/1, دار الكتب العلمية بيروت.
(96) الخصائص الكبرى للسيوطي, ذكر المعجزات والخصائص في خلقه الشريف صلى الله عليه وسلم, حديث أبي سعيد رضي الله عنه, 279/1, دار الكتب العلمية بيروت.

عرش پہ پھریرا ﴾ اُس میں اعلیٰ حضرت اِمامِ اہلسنّت فاضِلِ بریلوی قدس سرہ نے حضور سرورِ کائنات سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہَژدہ ہزار (۱۸۰۰۰) عالَم کی سلطنت وحکومت کی طرف اشارہ فرمایاہے جس سلطنت کامرکزی مقام "عرشِ اعظم "ہے اور اُس پر آپ کے عَلَم (پرچم) لہرانے کاذکر اَحادِیث میں ہے مِنجملہ اُن کے ایک عرض کردوں۔ مولانابَرزنجی اپنے مَولود شریف میں لکھتے ہیں:

نوري في السموات والأرض يحملها من أنواره الذاتيه یعنی زمین وآسمان میں خوشخبری سنائی گئی انوارِ ذاتیہ محمدیہ سے آمنہ خاتون کے حاملہ ہونے کی خبرسن کرفنطقت بحمله كل دابة القريش بفصاح لسان العربية وخرت الأسرة والأصنام على الوجوه والأفواه پس بول اُٹھے آمنہ تمام چوپائے قریش کے عربی زبان میں بڑی فَصاحت کے ساتھ اور اوندھے ہوگئے تخت بادشاہوں کے اور گرپڑے بُت منہ کے بل اُلٹے وتباشرت وحوش المشارق والمغارب ودوابها البحرية اور بَشارت دی گئی مشرق اور مغرب کے وَحشی جانوروں چرندوپرند اور دریائی جانوروں کو وبشرت الجن بإظلال زمانه وانتهك الكهانة ورهبت الرهبانية اور بَشارت دی جنّوں نے آپ کے زمانہ کی پیدائش کے قریب ہونے کی اور سُست ہوگئی کِہانَت اور مٹ گیاجوگیوں کاجوگی پناوأوتيت أمه في المنام فقيل لها إنك قد حملت بسيد العلمين وخير البرية فسميه محمداً إذا وضعته لأنه ستحمد عقباها[97] اور آپ کی والدہ کوخواب میں خوشخبری دی گئی کہ کوئی اُن سے کہتا تھا کہ تیرے پیٹ میں سردارِ تمام عالم اور بہتر ہے ساری خَلقت سے اور جب یہ پیدا ہوں تواُن کانام محمد ﷺ رکھنااِس لیے کہ انجام نیک ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر حکم ہوا جبریل علیہ السلام کو فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک عَلَم سبز محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر دنیا میں جاؤ اور اُس عَلَم کو کعبہ کی چھت پر کھڑا کرو اور مُنادی (اعلان) کروکہ آج کی رات نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت آمنہ مُشرَّف ہوئی ہیں اور اہلِ زمین خوش ہو اور فخر کروکہ دونوں جہاں کے سردار حبیب اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ خوش قسمت اِس اُمّت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر پائے اور زَہے تقدیر (خُوشا قسمت) اُس شخص کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور پڑھے: لَا اِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ الله

عرشِ اعظم پر نامِ محمد ﴾

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کووحی فرمائی:

لقد خلقت العرش على الماء فاضطرب فكتبت عليه لا إله إلا الله محمد رسول الله فسكن[98]

ترجمہ ﴾ البتہ جب میں نے عرش کوپانی پرپیدا فرمایا تووہ ہلنے لگاتو میں نے اُس پر لَا اِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ الله لکھ دیا تووہ ساکن ہوگیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱، ص ۱۹، کتاب الوفاج ۵، ص ۶۰، مستدرک ج ۲ ص ۶۱۴، زرقانی شریف ج ۵ ص ۲۲۲)

عرش کوسکون ملا ﴾ عرش کوسکون مِلا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کوفرمایا:

---

(97)مولد البرزنجي , رقم الصفحة 104 , 105 , الطبعة الأولى , 1429 هـ 2008 م.

(98)الخصائص الكبرى للسيوطي , لطيفة أخرى في أن اخذ الميثاق من النبيين لنبينا صلى الله عليه وسلم إلخ , باب خصوصيته صلى الله عليه وسلم بكتابة اسمه الشريف مع اسم الله تعالى على العرش إلخ , 14/1 , دار الكتب العلمية بيروت.

المستدرك على الصحيحين , كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين , باب خصوصيته صلى الله عليه وسلم بكتابة اسمه الشريف مع اسم الله تعالى على العرش , رقم الحديث 4227 , 671/2 , دار الكتب العلمية بيروت , الطبعة الأولى ، 1411–1990.

شرح الزرقاني على المواهب اللدنية ملتقطاً , المقصد الأول في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام , 86/1 , دار الكتب العلمية , الطبعة الأولى 1417هـ1996م.

يا عيسى آمن بمحمد ومر من أدركه من أمتك أن يؤمنوا به فلولا محمد ما خلقت آدم، ولولا محمد ما خلقت الجنة والنار، ولقد خلقت العرش على الماء فاضطرب فكتبت عليه لا إله إلا الله محمد رسول الله فسكن[99] (فتاوی حدیثیہ ص ۱۳۴، سیرت حلبیہ ج۱، ص ۲۱۱)

ترجمہ اے عیسی! میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خود بھی ایمان لاؤ اور اپنی اُمّت کو حکم دو کہ جو اُن کے زمانۂ رحمت کو پائے اُن پر ایمان لائے کیونکہ اگر "محمد (مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ اُن کی ذریت کو اور نہ جنّت ونار کو (ان کی عظمت شان کا یہ عالم ہے) کہ جب میں نے پانی کے اُوپر نور بنایا تو عرش بے تاب ومُضطرِب (بے قرار) تھا تو میں نے اُس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا[100] اور اُس کو سکون واطمینان ہو گیا۔

عرش تا فرش تیرے نام سے برقرار جو لوگ کمالاتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے ناواقف ہیں وہ تو اُس سے انکار کریں گے کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمام کائنات حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے نام سے برقرار ہے؟ لیکن حقیقت میں نگاہ کو انکار کے بجائے عین ایمان سمجھتے ہیں اور نہ صرف عقیدت سے بلکہ حقیقۃً اور واقعۃً اِس لیے کہ یہ مخالفین کو مُسَلَّم (قبول) ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں عَرشِ مُعَلّٰی کے گھیرے میں ہیں زمین و آسمان میں پیدا ہونے والی ہر چیز کا عَرشِ مُعلّٰی نے احاطہ کیا ہوا ہے۔ اُس کے ضمن میں فرشتے بھی ہیں اور انسان بھی، جنّات بھی ہیں اور حیوانات بھی، جمادات بھی ہیں اور نباتات بھی۔ مُفردات بھی ہیں اور مُرکّبات بھی عناصِر اربعہ بھی ہیں اور اُن سے ترکیب پانے والی اَشیاء بھی۔ تو جب عَرشِ مُعَلّٰی (جس نے اُن تمام اشیاء کا احاطہ کیا ہوا ہے) کی بے قراری وبے تابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی برکت کے بغیر نہیں جاسکتی تو وہ چیزیں جو ہر وقت عرش کے اِحاطہ میں ہیں اُن کی بے قراری وبے تابی آپ کے نام کے بغیر کس طرح جاسکتی ہے؟

وظیفہ نام محمد ہر بے قرار وبے تاب انسان کو چاہئے کہ وہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ مبارک کا خوب وِرد کرے اور آپ کی شریعتِ مُطہّرہ کی پیروی اور سنّتِ مقدّسہ کی اِطاعت پورے طور پر بجالائے تا کہ بے قراری کے مرض اور بے تابی کے دُکھ سے نجات پاکر چین وسکون حاصل کرے۔ اُس بیماری کا علاج اِس کے بغیر نہیں ہو سکتا کیونکہ!

یہی نام ہے بیکسوں کا سہارا یہی نام ہے درد مندوں کا چارا
میرا منہ لیا چوم روح الامین نے لیا میں نے جس وقت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عرش پر نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اِس کی تفصیلی روایات تو فقیر نے اپنی تصنیف "شہد سے میٹھا نام محمد" میں لکھ دی ہیں۔ ایک روایت حاضر ہے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لما خلق الله العرش كتب عليه بقلم من نور طول القلم ما بين المشرق والمغرب لا إله إلا الله محمد رسول الله به آخذ وبه أعطي وأمته أفضل الأمم وأفضلها أبو بكر الصديق[101]

---

(99) فتاوى حديثية لابن حجر الهيتمي، رقم الصفحة 134، دار الفكر.
(100) (میرے اور میرے محبوب کے نام کی برکت سے عرش کی بے چینی جاتی رہی)
(101) كنز العمال من سنن الأقوال والأفعال، رقم الحديث 32581، 549/11، مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة، 1405 هـ 1985 م.

ترجمہ﴾ جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اُس پر نورِ قلم سے [102] لکھا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچّا معبود نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں میں اُنہیں کے واسطہ سے لوں گا اور اُنہیں کے وسیلے دوں گا اور اُن کی نعمت سب میں افضل ہے اور اُن میں ابو بکر صدیق۔

(حاشیہ دلائل الخیرات از مولانا عبد الحق اللہ آبادی مہاجر مدنی خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رضی اللہ عنہما)

مُلک ومَلکُوت﴾ نہ صرف عرش پر بلکہ جُملہ مَلکوت (ساری روحانی دنیا) پر حضور سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِسمِ گرامی مکتوب (لکھا ہوا) ہے۔ چنانچہ "خصائص صغریٰ" میں ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خُصوصیات ہے کہ آپ کا اِسم گرامی عرش اور ہر آسمان اور جنان (جنت) بلکہ مَلکوت کی ہر شے میں مکتوب ہے۔

(هذا آخر ما رقم قلم الفقير القادري ابي الصالح ذو الحجه شام بعد صلواة العشاء ليلة الخميس)

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

---

(102) (جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا)